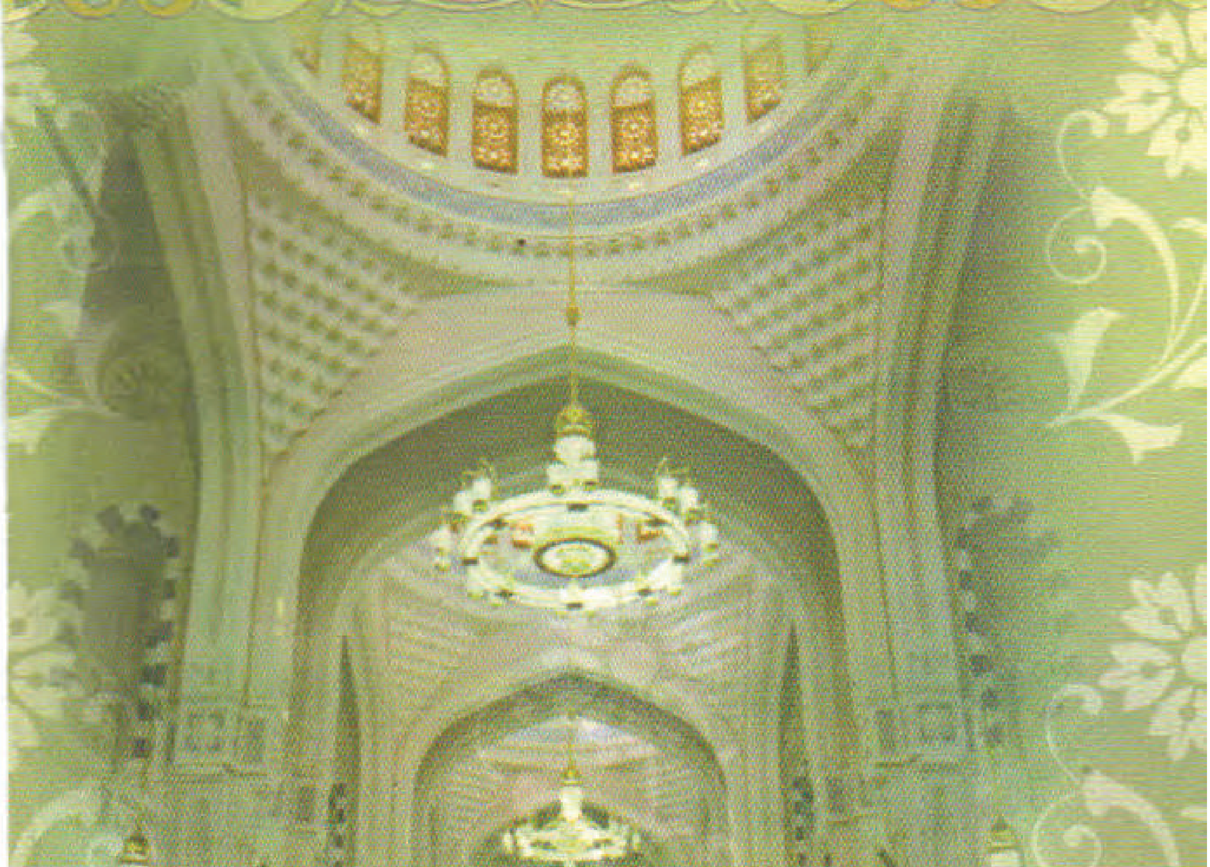
ملفوظات حضرت مدنیؒ

مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے علمی و سیاسی جواہر پارے



مرتب: ابوالحسن بارہ بنکوی

ملفوظاتِ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے علمی و سیاسی جواہر پارے

مرتب:

ابوالحسن بارہ بنکوی

طیب پبلشرز

5-یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور: 7241778

فہرست مضامین ملفوظات حضرت مدنیؒ حصہ دوم

پہلا باب

حصہ دوم

ملفوظات حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

سیاسیات

(1)

ہندوستان کے مشرکین کے ساتھ ان شرائط پر اشتراک عمل کرنا کہ اس مشترکہ جدوجہد میں فتح حاصل کرنے کے بعد (1) ملک کے نظام حکومت میں ان کا ایک موثر حصہ ہو گا' (2) مسلمانوں کا قانون شخصی (پرنسل لاء) محفوظ ہو گا' اور ان کو اس پر عمل کرنے کی آزادی ہو گی' (3) مسلمانوں کے مذہبی ادارے اوقاف' مساجد' مقابر وغیرہ محفوظ رہیں گے' ان کا کلچر اور تہذیب و تمدن محفوظ رہے گا' (4) گیارہ میں سے پانچ صوبوں میں مسلم اکثریت کی حکومتیں قائم ہوں گی جو تمام داخلی معاملات' قانون سازی' نظام تعلیم' اقتصادی نظام کے قیام' معاشرتی اور تمدنی مسائل میں پوری طرح بااختیار ہوں گی' کیا مسلمانوں کے مفاد اور مصالح کے لحاظ سے مفید نہیں ہیں یہ مصلحتیں و مفادات ان اغراض سے بہت زیادہ اہم ہیں جن کی بنا پر استعانت بالمشرکین کی اجازت دی گئی ہے' اس لیے ہندوستان کی آزادی کے لیے غیر مسلم جماعتوں اور قوموں سے اشتراک عمل کرنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔

(2)

اگرچہ تمام غیر اسلامی مذاہب اور ان کے ماننے والے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں' مگر سب دشمن ایک طرح کے نہیں ہوتے' کوئی بڑا ہے' کوئی چھوٹا ہے' ہر دشمن سے اس کے درجہ کے موافق مقابلہ کرنا لازم ہو گا' جب سے اسلام نے ظہور کیا ہے' انگریز نے برابر اسلام اور مسلمانوں کو اس قدر نقصان پہنچایا ہے کہ کسی دوسری قوم نے نقصان نہیں پہنچایا' انگریز دو سو برس سے زیادہ عرصہ سے

اسلام کو فنا کر رہا ہے۔ اس نے ہندوستان کی اسلامی طاقت کو فنا کیا' بادشاہوں' نوابوں' اور امراء کو قتل کیا' ان کی فوجوں کو برباد کیا' حکومت ہائے اسلامیہ کو تہہ و بالا کیا' خزانوں کو لوٹا' اپنا اقتدار قائم کیا' اپنے قوانین جاری کئے' ہندوستان کی تجارت' صنعت و حرفت' علم و تہذیب وغیرہ کو برباد کیا' ہندوستانیوں بالخصوص مسلمانوں کو انتہائی ذلیل' نادار' بیکار' بے روزگار بنایا' مسلمانوں سے دوسرے مذہب والوں کو متنفر کر کے دشمنی کی آگ بھڑکائی' اور ہر جگہ بے ہتیار اور کمزور کیا' ہندوستان میں اسلامی قوانین کے خلا شراب اور منشیات کی آزادی' زنا اور بدکاری کی آزادی' الحاد و زندقہ و ارتداد کی آزادی اور عدالتوں میں خلاف اسلام قوانین کا اجراء کیا محکمہ قضا خلاف معاہدہ مٹا کر مسلمانوں کے اسپیشل قوانین کو ملیا میٹ کیا' وغیرہ وغیرہ ہندوؤں کو قصدا بڑھا کر ہر محکمہ اور ہر شعبہ زندگی میں قوی تر کیا۔ غرضیکہ ہر طرح سے اسلام اور مسلمانوں کو ہندوستان میں برباد کیا' اور جب مسلمانوں نے اپنے فطری اور شرعی حق آزادی کے لیے جدوجہد کی تو ان پر اس قدر مظالم کیئے کہ ان کی یاد سے بھی دل تھراتا ہے' 1857ء کی تاریخ اور اس سے پہلے کے واقعات دیکھیئے' معاہدات اور وعدے جو کہ 1857ء سے پہلے کئے تھے اور جو 57 میں ہوئے ان کو بار بار توڑتے رہے' غرضیکہ ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ خصوصاً" اور تمام ہندوستان کے باشندوں کے ساتھ عموماً" وہ شرمناک معاملات کئے کہ وہ ہندوستان جو کبھی جنت نشان تھا جہنم نشان بن گیا' وہ ہندوستان' جو دولت و ثروت کا مرکز تھا فقر و فاقہ اور افلاس و تنگدستی کا اڈہ ہو گیا' وہ ہندوستان جو کہ علم و حکمت کا سمندر تھا وہ جہالت اور بددینی کا چٹیل میدان ہو گیا۔

(3)

وکٹوریہ کے اعلان 58ء میں پر زور وعدہ کیا گیا تھا کہ اپنی قلمرو کو نہ بڑھائیں گے اور دوسرے علاقوں پر اب کے بعد قبضہ نہ کریں گے' مگر تھوڑے ہی عرصہ تقریباً" بیس برس کے اندر افغانستان پر یکے بعد دیگرے چڑھائی کی اور ہزاروں مسلمانوں کا خون بہایا' چار مرتبہ حملے کیئے' آزاد مسلم علاقوں پر قبضہ کرتے رہے' صوات' بنیر' چترال' کوہاٹ' آفریدی علاقے مسعودی علاقے' وزیری علاقے

وغیرہ اور اسی طرح بلوچستان کے علاقوں پر کیا کیا مظالم نہیں ڈھائے' اور یکے بعد دیگرے خلا عہدان علاقوں کو اپنی قلمرو میں ملاتے رہے' وہاں کے باشندوں کو غلام بنایا' آزادی خواہوں کو قتل و غارت کیا۔

(4)

آپ اپنے ہی علاقے کی تاریخ دیکھئے' یہ سب کچھ تو ہندوستان اور اس کے اطراف کے ملکوں پر ہوا ہی تھا' جو کہ ہمیشہ ہندوستان ہی کی غلام فوجوں' وہاں کی رسدوں ہتھیاروں' وہاں کی نقدی طاقتوں کے ذریعہ ہوتا رہا' مگر اسی کے ساتھ' عراق' شام' مصر' فلسطین' عربی' شمالی لینڈ' مشرقی افریقہ 'سوڈان وغیرہ کے اسلامی عروج کو پامال کیا' خلافت عظمی کو زیر و زبر کیا' حجاز' جدہ' مکہ' اور مدینہ پر چڑھائی کی' چنانچہ قلعہ سمرنا' استنبول وغیرہ میں کیا کیا نہیں کیا؟ پھر اس پر طرہ یہ کہ یورپین طاقتوں میں اسلامی ممالک کو تقسیم کیا' طرابلس' صحرائے لیبیا' اور نہ سورکن وغیرہ' اٹلی کو ریف اسپین کو' الجیریا' تیونس' فاس' مراکش وغیرہ فرانس کو وسط ایشیا اور شمالی ایشیا کے ممالک بخارا' سمرقند گرجستھان' ازبکستان' داغستان' قزقستان وغیرہ روس کو معاہدوں وغیرہ کے ذریعہ سے برابر تقسیم کرتے رہے' ٹرکی سے بلگیریا یونان مقدونیا رومانیہ' ہرسک' البانیہ' سرویہ' ماٹینگرو' گریٹ' بلقان وغیرہ کو آزاد کراتے اور اسلامی طاقت کو فنا کرتے رہے۔

ان دل خراش واقعات سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں' جو کہ تقریباً" تین سو سال کے اندر یعنی تقریباً" 1640 سے 1940ء تک میں واقع ہوئے ہیں' اور جن میں انگریز ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں' پھر بتلایئے! کہ انگریز کے برابر دنیا میں کس قوم نے آج تک اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی کا ثبوت دیا ہے' ہندو تو آپ کا ایک ہزار برس یا زائد سے رعیت چلا آتا ہے اس کو بھی اسی انگریز نے آپ کے مقابل کھڑا کیا ہے اور بڑھایا ہے' اس لیے آپ کو غور کرنا چاہیے کہ آپ کا فریضہ کیا ہے؟

(5)

انگریز ان تمام ممالک کو جو راستہ میں ہیں ہمیشہ زیر و زبر کرتا رہا' اور

ہندوستان ہی کی فوجوں سے کرتا رہا' ہندو کو ان ممالک کے غلام بنانے اور ان پر اقتدار قائم رکھنے کی ضرورت نہیں ہے' ہندو میں بالفعل اتنی طاقت نہیں ہے جتنی انگریز میں ہے' اس لیے ماضی' حال' مستقبل میں سب سے بڑا دشمن انگریز ہے' ہندو کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ مستقبل میں ایسا ہی یا اس سے زیادہ ہو جائے' مگر یہ امر مظنون یا موہوم ہے' اسی بنا پر ہمیشہ اکابر اسلام نے ہندوستان میں انگریز سے آزادی حاصل کرنا اور اس کے اقتدار کو مٹانا ضروری سمجھا اور اسی بنا پر کانگریس بنائی گئی' اور اسی لیے مسلمانوں نے اس میں شرکت کی اور اسی لیے جمعیتہ علماء ہند اس کے ساتھ اشتراک عمل کیے ہوئے ہے جب تک ہندوستان مکمل آزاد نہ ہو جائے' یعنی کم از کم تمام انگریزی فوجیں اور وائسرائے اور گورنر انگریز یہاں سے چلے نہ جائیں' اور مکمل اختیارات ہندوستانیوں کے قبضہ میں نہ آ جائیں یہ فریضہ باقی ہے' ہاں اگر کانگریس یہ اعلان کر دے کہ اب ہم انگریز کو یہاں سے نکالنا نہیں چاہتے' تو بیشک ہم کو اس کے ساتھ اشتراک عمل سے رکنا پڑے گا۔

باقی رہا ان مفادات کا حاصل کرنا جن کو آپ یا کوئی دوسری جماعت مسلمانوں کے لیے مستقبل میں مفید یا ضروری سمجھتی ہے' یہ بعد کا مسئلہ ہے' دفع ضرر منفعت سے مقدم ہے۔

(6)

انگریز کا ہمیشہ سے یہ اصول رہا ہے کہ "لڑاؤ اور حکومت کرو' اسی اصول پر عمل درآمد کے ذریعہ اس نے ہندوستان پر قبضہ کیا' اور آج تک قبضہ کیے ہوئے ہے' اسی اصول کی بنا پر اس نے کانگریس کے مقابل 1906ء میں لیگ اور مہاسبھا کی بنیاد ڈالی اور آج تک دونوں کو پالتا اور بڑھاتا رہا' اور اسی اصول کے مطابق جب بھی زمانہائے سابقہ میں آزادی کے لیے جدوجہد ابھری' تو اس نے مختلف مقامات میں فرقہ وارانہ لڑائی کرائی اور جب قوت تحریک فرقہ وارانہ فسادات بھی زور پکڑتے رہے' اس جنگ عمومی کے بعد چونکہ تحریک آزادی بہت قوت پذیر ہوئی' اس لیے یہ فرقہ وارانہ فسادات بھی اسی پیمانہ پر ہیں' لیگ اور مہاسبھا اس (انگریز) کے آلہ ہائے کار ہیں' اس لیے دونوں خوب ادھم مچاتے رہے' تاکہ یہ عذر ہاتھ

لگے کہ بغیر ہمارے (یعنی انگریزوں کے) ہندوستان میں امن و امان نہیں رہ سکتا۔
آپ غور سے دیکھیں اور تفتیش کریں ان سب واقعات میں چرچل اور کنزرویٹیو اور ٹوڈی پارٹی کا کھلا ہوا ہاتھ ہے' اور ممکن ہے کہ دوسری پارٹیوں کا بھی خفیہ ہاتھ ہو۔

(7)

-1 لیگ کا نظام ترکیبی کیا ہے بالخصوص ورکنگ کمیٹی اور کونسل کا؟ کیا اس میں نواب' مہاراجہ سرکاری خطاب یافتہ' بڑے بڑے زمین دار' علاقہ دار' پنشنر وغیرہ سرکار پرستوں کا غلبہ اور اکثریت نہیں ہے؟

-2 کیا یہ لوگ ہمیشہ سے انگریز پرست نہیں رہے ہیں۔

-3 کیا لیگ نے انگریزوں ہی کی عنایتوں کے پیٹ سے جنم نہیں لیا ہے؟ شملہ کے ڈیپوٹیشن 1916ء کو بعد لارڈ منٹو' اس کی تمام تفصیلوں پر نظر ڈالیے۔

-4 کیا لیگ نے اپنی تمام عمر میں بجز 1914ء تا 1919ء کبھی ہندوستان کی آزادی کے لیے کوئی جدوجہد اور قربانی کی ہے۔

-5 کیا لیگ کے ہائی کمان اور اعلیٰ عہدہ داروں کو اسلام اور مذہب سے قریب کا تو در کنار دور کا بھی واسطہ رہا ہے یا اب موجود ہے۔

-6 کیا لیگ کے زعماء میں کلیت یا اکثریت مخلص غیور لوگوں کی ہے' یا خود غرضوں اور جاہ پرستوں کی' وزارت اور عہدوں کے بھوکوں کی؟

-7 کیا لیگ اور اس کے زعماء ہی نے اکثریت کے صوبوں کو 1916ء سے لیکر 1930ء تک نقصان نہیں پہنچایا' اور اپنی اغراض کے لیے اقلیت کے صوبوں میں دھیج لیکر اکثریت کے صوبوں کو اقلیت میں نہیں لائے۔

-8 کیا لیگ اور اس کے زعماء ہی نے 1931ء اور راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں اقلیتوں کا معاہدہ وغیرہ کر کے مسلمانان ہند کو برباد نہیں کیا۔ کیا اس معاہدہ میں انگریزوں اور اینگلوانڈین اور ہندوستانی عیسائیوں کے لیے بنگال میں 31 نشستیں تسلیم نہیں کی گئیں؟

-9 کیا لیگ اور اس کے زعماء بلکہ جملہ کارکنوں نے 1937ء سے 1945ء تک انتہائی تنفر، اور عداوت کی فرقہ وارانہ آگ ہر پلیٹ فارم اور ہر پریس و آرٹیکل اور ہر لیکچر وغیرہ کے ذریعہ نہیں لگائی؟

-10 کیا لیگ اور اس کے زعماء نے اپنے اعلانات اور اشتعال آمیز بیانات کے بعد دہلی میں کونسل بلا کر اکثریت عظیمہ سے ایک مرکز (خلافت پاکستان) کو قبول نہیں کیا، اور ڈیلی گیشن کی تجویز کیا منظور نہیں کی؟

-11 کیا پھر لیگ نے 29 جولائی 1964ء کو بمبئی میں اس تجویز اور منظوری کو رد کر کے ڈائرکٹ ایکشن کو پاس نہیں کیا؟

-12 کیا ڈائرکٹ ایکشن پاس کرنے کے بعد لیگ کی طرف سے ہر جگہ کے لیے اعلان جہاد اور اشتعال انگیز تقریریں، تحریر، پوسٹر وغیرہ شائع نہیں کیے گئے؟

-13 کیا اس تاریخ 16 اگست سے پہلے کہیں بھی ہندوستانی باشندوں میں عام فرقہ وارانہ فسادات ہوئے تھے، یہی ہندو اور یہی سکھ وغیرہ یہاں بستے تھے، یہ فسادات اس وقت تک نہ ہوئے تھے۔

-14 کیا ان فسادات عامہ کی ابتداء اسی صوبہ اور شہر سے 16 اگست کو نہیں ہوئی، جس میں تمام حکومت اور اقتدار لیگ کے قبضہ میں تھا؟

-15 کیا نواکھالی اور پڑہ میں جو مظالم خلاف انسانیت اور خلاف شریعت واقع ہوئے وہ لیگ ہی کے کیے ہوئے نہ تھے؟

-16 کیا ان مظالم کی داستان خود لیگ کے زیر حکم صوبہ اور وہاں کے اخباروں' تاروں' ٹیلیفونوں' ریڈیو سے مبالغہ آمیز شائع نہیں ہوئی' کیا لیگ کی حکومت نے اس پر سنسر کیا تھا۔

-17 کیا لیگ کی حکومت نے کوئی اطمینان بخش کارروائی ان فسادات کو روکنے کی وہاں کی؟

-18 کیا بہار اور گڈھ مکتشر میں جو واقعات ہوئے ان میں یہی اعلان اور جذبہ ظاہر نہیں کیا گیا' کہ یہ نواکھالی اور مشرقی بنگال کے مظالم کا بدلہ ہے؟

-19 کیا لیگ اور اس کے زعماء ہمیشہ یہی فلسفہ نہیں پیش کرتے رہے کہ مسلم اقلیت کے صوبوں میں جو معاملہ ہندو اکثریت مسلمانوں کے ساتھ کرے گی' ہم اس کا بدلہ پاکستان میں ہندو اقلیت کے ساتھ عمل میں لائیں گے۔

-20 کیا یہ فلسفہ صحیح تھا اور جب کہ ابتداء مسلم لیگ نے مشرقی بنگال میں کر دی اور لیگیوں کی طرف سے اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا' اور بہار اور گڈ مکتشر میں اس فلسفہ کا اعلان کرتے ہوئے ہندوستان نے مسلمانوں پر مظالم کی بوچھاڑ کر دی تو کیا ہمارے لیے الزام دینے کی گنجائش باقی رہتی ہے؟

-21 کیا ہر قسم کی اشتعال انگیزی' بھڑکانا' الٹی میٹم دینا' اعلان جنگ کرنا' مسلمانوں کی واحد نمائندگی کی دعویدار جماعت سے نہیں ہوا' غور فرمایئے! قائداعظم ایک کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی کی مخالفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

-1 "ہلاکو اور چنگیز خاں کے خونی باب کی پھر سے تقلید کریں گے' ہم بہترین حالات کی امید کرتے ہیں لیکن بدترین کے لیے

تیار ہیں ہمیں پاکستان سے کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔"
(ڈان اپریل 1946ء)

-2 "ڈائرکٹ ایکشن کا فیصلہ ہماری تاریخ اور ہماری پالیسی میں ایک انقلابی قدم ہے' اور پاکستان کی جنگ کے لیے تیار رہنا چاہیے' (ڈان 15 اگست 1946ء)

-3 "ہندوستان میں زبردست خانہ جنگی ہونے والی ہے' نئے سرے سے گفت و شنید شروع کی جائے' ملک کے سامنے دو راستے ہیں ایک خانہ جنگی' دوئم گفت و شنید کے ذریعہ باہمی سمجھوتہ (ڈان 12 دسمبر 1946ء)

-4 "ڈائرکٹ ایکشن سے پاکستان حاصل کریں گے" (ڈان یکم اگست 46ء)

-5 "مسلمانوں کو ایک زبردست جنگ کرنی ہے' سنگین اور خطرناک صورت حال پیدا ہو گئی ہے ہم جدوجہد کی آگ سے کامیاب نکلیں گے۔ (28 اگست 46ء)

-6 "پاکستان حاصل کریں گے یا تباہ ہو جائیں گے" (نواب ممدوٹ 2 اپریل 46ء)

-7 "پاکستان کی جنگ کے لیے خون کا ہر قطرہ محفوظ رکھو' سب سے پہلے میں اس جنگ میں اپنا خون بہاؤں گا' مسلمان ایک منظم فوج ہیں۔" (نواب لیاقت علی خان 13 اپریل 1974ء)

-8 مسٹر سہروردی وزیر بنگال (دہلی کنونشن میں) پاکستان دس کروڑ مسلمانوں کی آواز ہے' پاکستان نہ ماننے والے کے لیے ہندوستان میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ بنگال کے مسلمان سب کچھ کرنے کو تیار رہیں۔

-9 "پاکستان کے لیے کوئی قربانی زیادہ نہیں ہے" (خان بہادر اسمٰعیل 6 اپریل 46ء)

-10 ہم بہار کے مسلمان پاکستان کے لیے خون کا آخری قطرہ بہا دیں گے" (خان بہادر محمد اسمٰعیل 11 اپریل 46ء)

-11 "پاکستان کو منظور نہ کرنے سے ہندوستان کا امن اور سلامتی خطرہ میں پڑ جائیں گے (نواب سر مخدوم 12 اپریل 46)

-12 ہم لڑیں گے اور دنیا کے لیے مریں گے مسٹر عبدالقیوم 26 اپریل 1946ء)

-13 "بہار کے مسلم طلباء پاکستان کے لیے خون کا آخری قطرہ بہا دیں گے" (سیکرٹری بہار مسلم اسٹوڈنٹس 27 اپریل 1946ء)

-14 ہم پاکستان کی بھیک نہیں مانگتے' بلکہ اسے بزور شمشیر حاصل کریں گے" (اورنگ زیب خان 29 اپریل 1946ء)

-15 پاکستان نہ دیا گیا تو ہم وہ تباہی مچائیں گے جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہ ملے گی" (مسلم نیشنل گارڈ جمشید پور 8 مئی 46ء)

-16 ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔ پاکستان کے لیے خون بہا دیں گے۔" (خان بہادر اسمٰعیل کا مسٹر جناح کو تار 6 جون 1946ء)

-17 جہاد شروع ہونے والا ہے تیار ہو جاؤ!" (نواب ممدوٹ 5 ستمبر 46ء)

لیگ کے اخباروں کو ملاحظہ فرمایئے' ہم نے تو بہت تھوڑے نوٹ ڈان سے نقل کئے ہیں' کیا یہ ہندوؤں اور نیشنلسٹوں وغیرہ کو الٹی میٹم نہیں ہے' کیا یہ سب ڈرانا دھمکانا اشتعال دینا نہیں ہے؟ اب آپ ہی انصاف فرمایئے' کہ الزام کس پر عائد ہوتا ہے' آپ (مسلمانان لیگ) ہی اشتعال انگیز تقریریں کریں' چیلنج دیں۔ (اعلان جنگ کریں' تمام انتقامی کارروائیوں کی ابتدا عمل میں لائیں' پھر مورد الزام دوسروں کو قرار دیں' میرٹھ میں جو کچھ کہا گیا تھا وہ یہی تو تھا کہ "تلوار کا جواب ہم تلوار سے دیں گے۔" اس پر لوگ برافروختہ ہو گئے' اس نے کیا غلط کہا ہے' وہ و

جواب کا لفظ کہتا ہے جس کے معنی ظاہر ہیں کہ ہم پر کوئی اگر تلوار سے حملہ آور ہو گا تو ہم بھی جواب میں تلوار استعمال کریں گے' جب کہ لیگ تلوار اور خون ریزی وغیرہ سے دھمکاتی ہے اور پھر عملی میدان میں بھی نکل آتی ہے تو جواب دینے والا مجبور ہے' وہ مورد الزام کیونکر ہو سکتا ہے' ابتدائی ظلم جس نے کیا وہ مورد الزم ہو گا یا جس نے جواب دیا؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **المستبان ماقالا فعلی البادی منهما** (گالی گلوچ کرنے والے دو شخصوں نے جو کچھ بکا ان سب کا گناہ ابتداء کرنے والے پر ہے)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لایسب احدکم والدیه** (کوئی اپنے والدین کو گالی نہ دے)

لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں ایک (شخص) دوسرے کے والدین کو گالی دیتا ہے تو وہ دوسرا اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے' لہٰذا اس نے اپنے والدین کو گالی دی)

قرآن شریف میں ہے **ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللّٰه** (الایة) (تم کافروں کے معبودوں کو گالی مت دو' ورنہ نادانی کے باعث اللہ تعالیٰ کو گالی دیں گے)۔

خلاصہ یہ کہ شرعی' عقلی' عادی ہر حیثیت سے چھیڑنے اور ابتداء کرنے والا ہی مورد الزام اور گناہگار قرار دیا جاتا ہے۔ اگر کسی نے گدھے کو چونکا لگایا' اور گدھے نے لات مار کر نقصان پہنچایا تو یہ نقصان چونکا لگانے والے ہی کی طرف منسوب ہو گا' گدھا مورد الزام نہیں قرار دیا جا سکتا۔

پنجاب اور سرحد کے مظالم پر بھی غور فرمایئے' کہ ابتداء کہاں سے اور کس سے ہوئی اور ان سب کے ساتھ ساتھ یہ بھی غور کیجئے کہ انسان اور اسلامی شرافت ان اعمال میں کہاں تک کام میں لائی گئی ہے؟ وہ قوم جو کہ قرآن اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی متبع ہونے کی دعویدار ہے' وہ کس طرح اپنے دائرے سے خارج ہو رہی ہے' پھر کفار اگر کچھ جواباً'' یا بلغیر جواب ناشائستہ اور جاہلانہ اعمال کریں تو ان پر کس طرح گرفت کی جا سکتی ہے؟

ہم پٹیل یا دوسرے متعصب اشخاص کے حامی نہیں ہیں' مگر انصاف اور معقولیت نظرانداز کیونکر کر سکتے ہیں؟ ہم کو کہا گیا ہے **وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا** (تم خدا کے راستہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی مت کرو)

ہم کو کہا جاتا ہے: **ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لاتعدلوا اعدلوا** (تم کو کسی قوم کی عداوت اس جرم میں مبتلا نہ کرے کہ بے انصافی کرنے لگو)

یہاں مسلمان خود ہی ابتدا کرتے ہیں' خود ہی تعدی کرتے ہیں' اور آپ جذبات میں آکر جامہ کے باہر ہو رہے ہیں۔

(8)

جو کچھ ہو رہا ہے انگریز کی پرانی اسکیم کے مطابق ہو رہا ہے' جو کہ 1931ء میں ظاہر ہو گئی تھی' مسٹر پلوڈن جج صوبہ یوپی کے ایک خط کا پریس کے ہاتھ لگ جانے پر اس کا اعلان ہو گیا تھا۔ (دیکھئے! "پاکستان کیا ہے" حصہ اول دفتر مرکزی جمعیتہ علماء ہند دہلی)

انگریز اسلامی اکثریت کے صوبوں کو اپنی تجارتی منڈی اور ان کے بند کراچی' کلکتہ' چاٹگام کو اپنا تجارتی ساحل اور وہاں کے باشندوں کو اپنا غلام رکھنا چاہتے ہیں' ہندو اکثریت کے صوبوں سے مایوس ہو چکا ہے' ان کو اور ان کے سوا حل وغیرہ کو چھوڑ کر مسلمانوں سے کام نکالنا چاہتا ہے اور اسی کے کھیل کھیل رہا ہے' بہرحال اسی کا فتنہ ہے' اور ہندوستانی مسلمان' ہندو سکھ وغیرہ اس میں پھنس رہے ہیں' ذرا سوچ سمجھ کر ٹھنڈے دل سے رائے قائم کیجئے!

(9)

یہ لیگی خوانین اور امراء جو کہ آج پیش پیش ہیں' ہر زمانہ میں انگریز کا ساتھ دیتے رہے اور قومی کارکنوں کو برباد کرتے رہے' یہ نہ تو دین کے ہیں نہ دنیا کے کانگریس کا نواکھالی کے مظلومین کے لیے کچھ دینا اور بہار کے مظلومین کے لیے کچھ نہ دینا اگر ثابت ہو جائے تو آپ کی ناواقفیت ہو گی' کہ اس کو مورد الزام قرار دیں' بہار کی کانگریس حکومت اس وقت سے مسلمان پناہ گزینوں پر غذا اور کپڑوں

اور دوسرے مصارف جو کچھ خرچ کر چکی ہے، اور آج اس کے بسانے میں جو کچھ خرچ کر رہی ہے وہ اس مقدار سے کئی گناہ زیادہ ہے جو کانگریس نے نواکھالی وغیرہ کے مظلومین کو دیا ہے۔

(10)

کسی نظام کے افراد کی غلط کاریوں سے اس نظام کو باطل نہیں کہا جا سکتا، جب تک کہ نظام بدل نہ جائے، کانگریس آزادی حاصل کرنے اور غلامی ختم کرنے کے لیے ایک نظام ہے، اس کے افراد میں بعض گمراہ بھی ہیں، جب تک ایسے گمراہ لوگ اس نظام کو حسب انصاف رہنے سے بدل نہیں دیتے، اس سے روگردانی صحیح نہ ہوگی، البتہ ان گمراہ افراد کے اعمال پر نکتہ چینی کرنی صحیح اور لازم ہوگی، جیسا کہ جمعیت کر رہی ہے۔

(11)

مسلمان تو ہندوؤں سے اس وقت سے ملے ہوئے ہیں، جب سے کہ ہندوستان میں آکر آباد ہوئے، اور میں تو اس وقت سے ملا ہوں جب سے کہ میں پیدا ہوا ہوں، کیونکہ میری ولادت ہندوستان میں ہی ہوئی، اور یہاں ہی پرورش پائی، جب ایک ملک، ایک شہر اور ایک آبادی میں رہیں گے تو ضرور ایک دوسرے کو دیکھے گا، ساتھ رہے گا ساتھ چلے گا معاملات لین دین اور ہر قسم کی خرید و فروخت، اجارہ وکالت عاریت، تعلیم و تعلم وغیرہ وغیرہ میں ایک دوسرے سے باتیں کرے گا، ہاتھ ملائے گا لہٰذا میں اور تمام مسلمان جب تک ہندوستان میں ہندوؤں سے ملے ہوئے ہیں، بازاروں میں ملے ہوئے ہیں، مکان میں ملے ہوئے ہیں۔ ریلوں میں ٹراموں میں، لاریوں میں اسٹیمروں میں اسٹیشنوں میں کالجوں میں ڈاک خانوں میں، تھانوں میں اور پولیس کے اداروں میں، کچہریوں میں، کونسلوں میں، اسمبلیوں میں ہوٹلوں میں وغیرہ وغیرہ یہی بتلایئے کہ ملا کہاں اور کہاں نہیں ہے، آپ زمیندار ہیں آپ کے کاشتکار کیا ہندو نہیں ہیں؟ آپ تاجر ہیں؟ کیا آپ کے خریدار اور معاملہ والے جن سے آپ کو خریدنا ہوتا ہے ہندو نہیں ہیں؟ کیا ان سے ملنا نہیں پڑتا؟ آپ میونسپل بورڈ، ڈسٹرکٹ بورڈ، لوکل بورڈ، کونسل اسمبلی وغیرہ کے ممبر

ہیں' کیا ہندو ممبران اور سیکرٹری اور پریسڈنٹ سے ملنا بحث کرنا' انسانی تہذیب اور آداب کو بجالانا نہیں پڑتا ہے؟ پھر بتلایئے اور غور کیجئے کہ کون ان سے بچا ہے؟ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کو گردن زدنی قرار دیجئے' میں ابتدائی عمر میں مڈل اسکول میں پڑھتا تھا تو ہندو طلباء بھی ساتھ ساتھ تھے' چنانچہ کئی سال تک متعدد کلاسوں میں ساتھ رہا' اور بعض بعض کلاسوں کے لیے مدرس بھی ہندو تھے ان سے پڑھنا ہوا' اور اگر آپ کہیں کہ ملنے سے مراد تابعداری ہے تو حضور! جب تک آپ کسی محکمہ میں ہوں' اور آپ کا افسر ہندو ہو تو اس کی تابعداری روزانہ بلکہ ہر گھنٹہ میں کیا آپ کو کرنی نہیں پڑتی ہے؟ جس صیغہ میں بھی غیر مسلم کی گنجائش ہوگی اس میں بسا اوقات ہندو افسر ہوگا اور اس کے ماتحت مسلمان ہوں گے' اس سے نجات کب ہو سکتی ہے؟ اور آپ فرمائیں کہ اس سے یہ مراد ہے کہ ہندوستان کی جنگ ہو رہی تھی تو اس زمانہ جنگ میں مسلمانوں کو شکست دینے کے لیے ہندو سے مل گیا ہے' کیونکہ یہ لفظ عرف میں ایسے مقام پر بولا جاتا ہے تو حضور! یہاں کیسے اور کون سی جنگ ہو رہی ہے' اور میں کب مسلمانوں کو شکست دینے' اور دشمنوں سے ان کو پامال کرانے کے لیے میدان میں اتر گیا ہوں؟ یہ محض خیالی اور وہمی امور ہیں' العیاذ باللہ۔

(12)

میں کانگریس کا اس وقت سے ممبر ہوں جب سے کہ مالٹا سے ہندوستان آیا' اس سے پہلے میں انقلابی تشدد آمیز خیالات کے ساتھ موجودہ انگریزی اقتدار کا مخالف تھا' اور اسی بنا پر مالٹا کی چار برس کی قید ہوئی تھی' اور واپسی مالٹا کے بعد عدم تشدد کے ساتھ انگریزی اقتدار کا مخالف اور ہندوستان کی آزادی کا حامی ہو گیا ہوں' 1920ء سے برابر فیس ممبری اس میں اور جمیعۃ علماء میں ادا کرتا ہوں' خلافت کا بھی اسی وقت سے ممبر ہوں' مگر خلافت فنا ہو گئی اس لیے اس میں کوئی حصہ نہیں رکھتا' اور میں ہر اس انقلابی جماعت میں شریک ہونے کے لیے تیار ہوں' جو انگریزی اقتدار کو ہندوستان سے ختم کرنے یا کم کرنے کے لیے سچائی کے ساتھ کوشاں ہو اور عدم تشدد کی پالیسی رکھتی ہو' غرضیکہ میں پچیس برس سے کانگریس کا

ممبر ہوں جلسوں میں شریک ہوتا ہوں' تقریریں کرتا ہوں' فیس ممبری ادا کرتا ہوں' عہدوں کو قبول کرتا ہوں' جیل جاتا ہے اور اسی طرح سے اس وقت سے جمعیت علماء ہند کا بھی ممبر ہوں' ہاں کسی مذہبی و فرقہ داری غیر مسلم' ہندو' سکھ' پارسی' عیسائی' پہلوی (وغیرہ) جماعتوں کا نہ ممبر ہوں' اور نہ ان کے جلسوں وغیرہ میں شریک ہوتا ہوں۔ یہ واقعی حیثیت ہے واللہ علی مانقول وکیل۔

(13)

مولانا شبلی مرحوم جن کی زمانہ جنگ عظیم اول ہی میں وفات ہو گئی' وہ لکھتے ہیں: "ہم کو خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے' ہم کو اپنا راستہ آپ متعین کرنا چاہیے' ہماری ضروریات ہندوؤں کے ساتھ مشترک بھی ہیں اور جداگانہ بھی' اس لیے ہم کو ایک جداگانہ پولٹیکل اسٹیج کی ضرورت ہے' اس موقعہ پر پہنچ کر ہمارے سامنے ایک چیز نمودار ہوتی ہے وہ مسلم لیگ ہے یہ عجیب الخلقت کیا چیز ہے؟ کیا یہ پالٹیکس ہے؟ خدانخواستہ نہیں! انٹی کانگریس ہے؟ نہیں! کیا ہاؤس آف لارڈ ہے؟ ہاں! سوانگ تو اسی قسم کا ہے!" (حیات شبلیؒ ص 617)

دوسری جگہ مولانا مرحوم فرماتے ہیں: لیگ کا سنگ اولین شملہ کا ڈیپوٹیشن ہے' مقصد سراپا یہ تھا اور یہ ظاہر بھی کیا گیا تھا کہ جو ملکی حقوق ہندوؤں نے اپنی اسی سالہ جدوجہد سے حاصل کئے ہیں' اس میں مسلمانوں کا حصہ متعین کر دیا جائے' (حیات شبلی ص 618)

ایک جگہ مولانا مرحوم فرماتے ہیں: "سب سے اخیر بحث یہ ہے کہ مسلم لیگ کا نظام ترکیبی کیا ہے؟اور کیا وہ قیامت تک درست ہو سکتا ہے' پہلا سوال یہ ہے کہ کیا مسلم لیگ اس خصوصیت کو چھوڑے گی؟ اس کو سب سے پہلے دولت و جاہ کی تلاش ہے اور اس کو اپنے صدر انجمن کے لیے نیابت صدر کے لیے' سیکرٹری شپ کے لیے' ارکان کے لیے اضلاع کے عہدہ داروں کے لیے وہ مہرے مطلوب ہیں جن پر طلائی رنگ ہو' لیکن پولٹیکل بساط میں ان مہروں کی کیا قدر ہے؟ کیا ایک معزز رئیس ایک بڑا زمیندار' ایک حاکم' ایک دولت مند اپنی فرضی آبرو کو نقصان پہنچانا گوارا کر سکتا ہے' ہندوؤں کے پاس زمینداری' دولت اور خطاب کی کمی نہیں'

ممبر ہوں جلسوں میں شریک ہوتا ہوں' تقریریں کرتا ہوں' فیس ممبری ادا کرتا ہوں' عہدوں کو قبول کرتا ہوں' جیل جاتا ہے اور اسی طرح سے اس وقت سے جمعیت علماء ہند کا بھی ممبر ہوں' ہاں کسی مذہبی و فرقہ داری غیر مسلم' ہندو' سکھ' پارسی' عیسائی' پہلوی (وغیرہ) جماعتوں کا نہ ممبر ہوں' اور نہ ان کے جلسوں وغیرہ میں شریک ہوتا ہوں۔ یہ واقعی حیثیت ہے واللہ علی مانقول وکیل۔

(13)

مولانا شبلی مرحوم جن کی زمانہ جنگ عظیم اول ہی میں وفات ہو گئی' وہ لکھتے ہیں: "ہم کو خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے' ہم کو اپنا راستہ آپ متعین کرنا چاہیے' ہماری ضروریات ہندوؤں کے ساتھ مشترک بھی ہیں اور جداگانہ بھی' اس لیے ہم کو ایک جداگانہ پولٹیکل اسٹیج کی ضرورت ہے' اس موقعہ پر پہنچ کر ہمارے سامنے ایک چیز نمودار ہوتی ہے وہ مسلم لیگ ہے یہ عجیب الخلقت کیا چیز ہے؟ کیا یہ پالیٹکس ہے؟ خدانخواستہ نہیں! انٹی کانگریس ہے؟ نہیں! کیا ہاؤس آف لارڈ ہے؟ ہاں! سوانگ تو اسی قسم کا ہے!" (حیات شبلیؒ ص 617)

دوسری جگہ مولانا مرحوم فرماتے ہیں: لیگ کا سنگ اولین شملہ کا ڈیپوٹیشن ہے' مقصد سراپا یہ تھا اور یہ ظاہر بھی کیا گیا تھا کہ جو ملکی حقوق ہندوؤں نے اپنی اسی سالہ جدوجہد سے حاصل کیے ہیں' اس میں مسلمانوں کا حصہ متعین کر دیا جائے' (حیات شبلی ص 618)

ایک جگہ مولانا مرحوم فرماتے ہیں: "سب سے اخیر بحث یہ ہے کہ مسلم لیگ کا نظام ترکیبی کیا ہے؟اور کیا وہ قیامت تک درست ہو سکتا ہے' پہلا سوال یہ ہے کہ کیا مسلم لیگ اس خصوصیت کو چھوڑے گی؟ اس کو سب سے پہلے دولت و جاہ کی تلاش ہے اور اس کو اپنے صدر انجمن کے لیے نیابت صدر کے لیے' سیکرٹری شپ کے لیے' ارکان کے لیے اضلاع کے عہدہ داروں کے لیے وہ مہرے مطلوب ہیں جن پر طلائی رنگ ہو' لیکن پولٹیکل بساط میں ان مہروں کی کیا قدر ہے؟ کیا ایک معزز رئیس ایک بڑا زمیندار' ایک حاکم' ایک دولت مند اپنی فرضی آبرو کو نقصان پہنچانا گوارا کر سکتا ہے' ہندوؤں کے پاس زمینداری' دولت اور خطاب کی کمی نہیں'

لیکن کیا انہوں نے تیس برس کی وسیع مدت میں کسی بڑے زمیندار یا تعلقہ دار کو پریسڈنٹی کا صدر نشین کیا۔ کیا ان کے پریسڈنٹوں میں کسی کا سر خطاب کے تاج سے آراستہ ہے (حیات شبلی" ص 619)

ایک جگہ فرماتے ہیں: "اس بنا پر پالیٹکس کی بحث میں سب سے بڑا مقدم کام یہ ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ مسلم لیگ نہ آج بلکہ ہزاروں برس کے بعد بھی پالیٹکس نہیں بن سکتی! مسلم لیگ کیوں قائم ہوئی' کیونکر قائم ہوئی' اور کس نے قائم کیا' اور سب سے بڑھ کر یہ وحی (بقول سرسید مرحوم) خود دل سے اٹھی تھی' یا کوئی فرشتہ اوپر سے لایا تھا (حیات شبلی" ص 618)

ان مختلف اقتباسات سے جو کہ مولانا شبلی مرحوم کے ان مضامین میں سے جن کو انہوں نے اخبار مسلم گزٹ 1910ء میں شائع فرمائے تھے' اور ان مضامین کے چیدہ چیدہ کلمات "حیات شبلی" میں مندرج ہیں' پوری حقیقت سمجھ میں آ گئی ہو گی۔

(14)

نواب وقار الملک صاحب فرماتے ہیں: ہماری تعداد بمقابلہ دوسری قوموں کے ہندوستان میں ایک خمس ہے اب اگر کسی وقت ہندوستان میں خدانخواستہ 'انگریزی حکومت نہ رہے تو ہمیں ہندوؤں کا محکوم ہو کر رہنا پڑے گا' اور ہماری جان اور ہمارا مال' ہماری آبرو' ہمارا مذہب سب خطرہ میں ہو گا' اور اگر کوئی تدبیر ان خطروں سے محفوظ رہنے کی ہندوستانی مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے تو وہ یہی ہے کہ انگریزی حکومت ہندوستان میں قائم رہے' ہمارے حقوق کی حفاظت تب ہی ہو سکتی ہے جب کہ ہم گورنمنٹ کی حفاظت پر کمربستہ رہیں' ہمارا وجود' اور گورنمنٹ کا وجود لازم و ملزوم ہیں' انگریزوں کے بغیر ہم اس قوت اور آسودگی کے ساتھ نہیں رہ سکتے' اگر مسلمان دل سے انگریز کے ساتھ ہیں تو انہیں کوئی ہندوستان سے نکال نہیں سکتا' ان کو اس عمدہ خیال کی تلقین کی جائے گی کہ وہ اپنے تیئں مثل ایک فوج کے تصور کریں' اور تاج برطانیہ کی حمایت میں اپنی جانیں قربان کریں' اور اپنا خون بہانے کے لیے تیار رہیں' اور گورنمنٹ سے اپنے حقوق نہایت ادب اور متانت

سے طلب کریں' نہ کہ اس طریقے سے جس پر ہمارے ابنائے وطن کا عمل ہے اور اس سے میری مراد ایجی ٹیشن کا طریقہ ہے' پس ہمارے دل میں یہی ایک خیال موجزن رہتا ہے کہ اس سلطنت کی حمایت کرنا تمہارا قومی فرض ہے' تم اپنے تیئں انگریزی فوج کے سولجر خیال کرو۔ تم تصور کرو کہ انگریزی پرچم تمہارے سر پر لہرا رہا ہے' تم یقین کرو کہ تمہاری یہ دوڑ دھوپ کہ تم ایک دن فوج برطانیہ پر (اور اس کی ضرورت ہو) اپنی جانیں نثار کرو اور انگریزی سپاہیوں کے ساتھ مل کر اس سلطنت کے مخالفوں اور دشمنوں کے ساتھ کلہ بکلہ لڑو' اگر یہ خیال تم نے ذہن نشیں رکھا تو مجھے امید ہے کہ تم اپنی قوم کے لیے باعث فخر ہو گے اور آئندہ نسلیں تمہاری شکر گزار ہوں گی۔ اور تمہارا نام ہندوستان کی انگریزی حکومت کی تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جائے گا' (روشن مستقبل ص 330 ماخوذ وقار الملک کی اسپیچ مسلمانان ہند کی پالیٹکس پر 23 مارچ 1907ء کو مدرسۃ العلوم علی گڑھ میں طالب علموں کے روبرو کی گئی)

محترم المقام! مذکورہ بالا اقتباسات صحیحہ سے لیگ کے اصلی معنی آپ کو سمجھ میں آگئے ہوں گے۔

(15)

بقول مولانا شبلی مرحوم' وہی روح لیگ میں آج بھی کام کر رہی ہے' جو ابتداء میں تھی یعنی برطانیہ کی امداد کرنا' ان کو اپنے لیے مدار زندگی سمجھنا' اور اپنی جان و مال و عزت کو انگریزی راج کی بقا کے لیے قربان کرنا' اور مسلمانوں میں اس کی تلقین کرنا' اور ہندوؤں کو عظیم الشان دشمن اور ان کی حکومت کو انتہائی مضرو مہلک سمجھنا اور ان سے ہر وقت ڈرانا اور کانگریس سے جو کہ ملکی اور سیاسی جماعت ہے' ہر طرح باز رکھنا وغیرہ' آپ بھی قائداعظم کے خطبات اور لیگ کے کارکنوں کے خطبات لیگی پریس کے مضامین "ڈان" اور "منشور" کے روزانہ آرٹیکلوں کو ملاحظہ کریں' اور اسی روح اور حقیقت کا مشاہدہ کریں۔

زمیندار 25 مارچ 41ء ص 8 کالم نمبر1 کو دیکھئے! فرماتے ہیں: ہم اعلان کرتے ہیں کہ مسلمانان ہند اسلامی قومیت کا ہی حصہ نہیں' ہم ببانگ دہل کہتے ہیں

کہ ہم اسی ملت عظیم کا ایک جز ہیں جو بحر اوقیانوس سے بحر الکاہل تک پھیلی ہوئی ہے' ترکی بھی اسی ملت کا ایک حصہ ہے۔ افغانستان اور عراق بھی! مجھے خوشی ہے کہ اس جنگ مین یہ طاقتیں برطانیہ کے ساتھ ہیں اور ہم ہندی مسلمان بھی (خواہ ماضی میں کتنا ہی اختلاف رہا ہو) انگریزوں کے ساتھ ہیں اور اس وقت بھی ہم تمہاری امداد کرنا چاہتے ہیں۔

اس سے پہلے ص 7 کالم نمبر 8 میں فرما چکے ہیں: "مسلم لیگ ایسے وقت میں برطانیہ کو پریشان کرنا نہیں چاہتی جب کہ وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہو اور نہ فوجی بھرتی میں رکاوٹ بننا چاہتی ہے اور نہ اس نے سول نافرمانی کا حربہ استعمال کیا' بلکہ وہ غیر جانبدار ہے' اگرچہ اس کی جانبداری بھی جارحانہ رنگ کی نہیں ہے' اس نے اپنے کچھ ارکان کو اجازت دیدی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو برطانیہ کی مصیبت کے وقت میں کام کر سکتے ہیں' سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب نے جو مسلم لیگ کے ایک سر بر آوردہ رکن ہیں' اتنی زبردست فوجی امداد کی ہے کہ جس کی مقدرت کسی اور شخص کو نہیں ہو سکتی ہے۔

اس سے پہلے ص 2 کالم نمبر 5 میں فرما چکے ہیں کہ: ہم مسلم لیگی بھی اس ملک کی دوسری جماعتوں کی طرح برطانیہ ہی کی فتح چاہتے ہیں' ہم انگلستان کو مظفر و منصور دیکھنا چاہتے ہیں" تیج 3 مارچ 1941ء میں مندرجہ ذیل فقرہ دیکھئے' یہی انداز نواب زادہ لیاقت علی خاں صاحب نے اسمبلی میں فائننس بل پر تقریر کرتے ہوئے اختیار کیا' انہوں نے کہا کہ: "حکومت ان کو پوچھتی ہے جو اس کی پیٹھ پر چھرا مارتے ہیں' اور جو اس کی طرف تعاون کا ہاتھ بڑھاتے ہوں' ان کی جانب بے رخی سے پیش آتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ لیگ کا اولین سنگ بنیاد آج تک محفوظ ہے۔ لیگ برطانیہ کی ممد و معین ہے اس کو ہی اپنے لیے مدار زندگی سمجھتی ہے اور جان و مال عزت و آبرو اور مذہب سب کو برطانیہ پر نثار کرنا ضروری جانتی ہے' اور اس کی تلقین مسلمانوں کو مختلف پیرایوں میں کرتی رہتی ہے اور ہندوؤں سے نفرت پھیلانا' مسلمانوں کو ان سے ہر وقت ڈرانا' اور ان کی جماعتوں کو نہایت خطرناک دشمن دکھلانا اور کانگریس

سے متنفر کرنا اس کا آج نہایت اہم مشغلہ ہے۔

(16)

1- دیکھئے! آرمی بل پاس ہو گیا (جس کے سلسلے میں کراچی کا کیس اور سزائیں عمل میں آئیں اور پانچ سو سے زائد علماء کا فتویٰ جگہ جگہ شائع کیا گیا تھا) اور فوجی بھرتی میں رکاوٹ ڈالنے والے کو مجرم اور ایک سال کی سزا کا مستحق قرار دیا گیا کیا یہ محض برطانیہ کی امداد نہ تھی حالانکہ تمام کانگریسی اور غیر کانگریسی ہندوؤں نے اسمبلی میں اس کی مخالفت کی تھی۔

2- قائداعظم اور دوسرے مسلم ممبروں نے اس وقت زور دار الفاظ میں تقریر کی کہ یہ فوجیں ممالک اسلامیہ نہ جائیں گی' وائسرائے کے وعدہ کا یقین دلایا' اور کہا کہ اس کے خلاف ہو تو ہم یہ کر ڈالیں گے وہ کر ڈالیں گے' مگر یہی فوجیں ایران' عراق' شام' مصر کو گئیں' پھر لیگ نے کیا کر لیا۔

3- لیگ اگرچہ بظاہر جنگ سے غیر جانبداری' مگر انفرادی اعانت کی اجازت دی جس کی بنا پر چھوٹے بڑے لیگیوں نے برطانیہ کی امداد اعانت جنگ میں بیش از بیش کی یہاں تک حصہ لیا کہ اس کی مثال نہیں مل سکتی دیکھو زمیندار 25 مارچ 1941ء۔

4- لیگ پاکستان انگریزوں سے مانگتی ہے اور کہتی ہے کہ ڈیفنس اور خارجہ پالیسی بعد آزادی بھی پاکستان میں انگریزوں کے ہاتھ میں رہے گی' جب تک کہ پاکستان کی حکومت پوری طرح امن و امان قائم رکھنے کے قابل نہ ہو جائے۔ (برخلاف کانگریس کے کہ آزادی کامل کا مطالبہ کر رہی ہے ظاہر ہے ڈیفنس برطانیہ کے قبضہ میں ہونے پر پوری امداد و استمداد مسلمانوں سے اس کی ہوتی رہے گی۔

5- لیگ نے شریعت بل فیل کیا۔

-6 لیگ نے خلع بل کو بالکل خلاف شریعت اور ناکارہ کر دیا۔

-7 لیگ نے قاضی بل کی مخالفت کی اور اس کو فیل کر دیا' حالانکہ اسلامی ضرورتیں اور اسلامی تاریخ اس کے متقاضی تھی۔

-8 نکاح بل وغیرہ میں اس کی دشمنی ظاہر ہے۔

-9 لیگ کی موجودہ حکومتوں نے برطانیہ کی پوری امدد کرتے ہوئے ہندوستانی عوام بالخصوص مسلمانوں کو برباد کرنے میں کوئی وقیقہ اٹھا نہیں رکھا' صوبہ بنگال میں مسلم لیگ ہی کی حکومت نے لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا' (مراد قحط بنگال) مسٹر ایمری 19 لاکھ تک کا اقرار کرتے ہیں' اخباروں سے 90 لاکھ یا اس سے زائد کا پتہ چلتا ہے' یہ وہ صوبہ ہے جس میں مسلم آبادی تمام صوبوں سے عدد میں زائد ہے اور سب سے زیادہ غریب ہے اور وہی عموماً" مرے ہیں۔

-10 مسلم لیگ کی وزارتوں نے لیگیوں اور وزراء کو ٹھیکے دیکر ان کو مالا مال کر دیا کنٹرول وغیرہ سے عوام کو فنا اور مفلس کر دیا' وہ کام کیا جس کی نظیر نہ کانگریسی حکومت کے زمانہ میں ملتی ہے اور نہ ان صوبوں میں جہاں براہ راست گورنروں کی حکومت رہی ہے۔

11 خود قائداعظم اور لیگ کے ہائی کمانڈ نے 1916ء میں لکھنؤ پیکٹ کر کے مسلم اکثریت کے صوبوں کا گلا گھونٹ دیا' یہ معاہدہ کیا کہ پنجاب میں مسلم سیٹیں 55 فی صدی سے گھٹا کر پچاس فی صدی کر دی جائیں اور صوبہ بنگال میں 53 فی صدی سے گھٹا کر 40 فیصد کر دی جائیں۔ اگرچہ اس کے بدلے میں مسلم اقلیت والے صوبوں میں مسلمانوں کی نشستیں زیادہ کی گئیں 'مگر اس زیادتی کی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں کا کوئی فائدہ نہ ہو سکا'

کیونکہ ان میں مسلم میناریٹی اتنی زیادہ تھی کہ اس ویٹج کے ہوتے ہوئے بھی بڑے درجہ کی اقلیت باقی رہ گئی اگرچہ صوبہ بمبئی میں 13 کی زیادتی ہو گئی' اور جملہ 33 فیصد ہو گئی' اسی طرح یو پی میں سولہ فیصد زیادتی کر کے تیس فیصد اور بہار میں 19 فی صدی زیادتی کر کے 39 فی صدی اور مدراس میں 8 فی صدی زیاتی کر کے پندرہ فی صدی اور متوسط و براء میں گیارہ فی صدی زیادہ کر کے پندرہ فیصد بنا دی گئی' مگر کیا فائدہ ہوا؟ دوسری طرف مسلم اکثریت والے صوبے ایسے نقصان میں مبتلا ہو گئے' کہ آج تک ان کو خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے' مانٹیگو چیمسفورڈ اسکیم میں اسی میثاق پر عمل در آمد ہوا' اور مسلمان ہر جگہ بے دست و پا ہو کر رہ گئے۔

-12 کلکتہ کے اجلاس کونش میں صاف اور واضح الفاظ میں مسٹر جناح نے فرمایا تھا کہ اکثری کے صوبوں میں مسلمان ممبروں کی تعداد بڑھانے کے یہ معنیٰ ہوں گے' کہ امیر لوگوں کو اور زیادہ امیر بنایا جائے' بہتر یہ ہو گا کہ مسلم اقلیت والے صوبوں میں مسلمان ممبروں کی تعداد اور زیادہ بڑھا دی جائے۔ (روشن مستقبل ص 434)

قائداعظم اور دیگر لیگیوں نے لندن میں یورپین ایسوسی ایشن سے (جو کہ ہندوستان میں ملکی آزادی کی سب سے بڑی دشمن ہے) عہد و پیمان کر لیا اور اس کو اس قدر سیٹیں حق سے زائد دیدیں کہ جب پارٹیوں کے سمجھوتہ کے وقت مسلمانوں کے لیے اکیاون فی صدی بنگال میں پورا کرنے کا ارادہ کیا تو بجز اس کے کوئی چارہ نہ ہو سکا کہ یورپین ایسوسی ایشن سے 3/2 سیٹیں لے جائیں' مگر وہ کیوں راضی ہوتے' بالاخران کی 31 سیٹیں وزیراعظم نے رکھ دیں اور ہمیشہ کے لیے مسلمانوں اور ہندوؤں کے لیے بنگال میں اقلیت کی مہر لگا دی۔

(17)

نیو اسٹیٹسمین اینڈ نیشن لندن مورخہ 14 ستمبر 1940ء ایک طویل آرٹیکل لکھتا ہے جس کے مندرجہ ذیل اقتباسات زیر غور ہیں:

"لارڈ لنلتھگو نے مسلم لیگ کو تمام مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کر لیا' اس کا دعویٰ ہے کہ اب چند مہینوں سے اس کے ممبروں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی ہے' یہ بالکل صحیح ہو سکتا ہے کہ وائسرائے کی سرپرستی کی وجہ سے کانگریس کے بعد یہ ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت بن گئی' اگر ہماری یہ پیش کش مخلصانہ ہے کہ صلح کے بعد ہندوستان کو درجہ نو آبادیات کا عطا کر دیا جائے گا' تو ہمیں اس قسم کا کوئی قدم اٹھانا پڑے گا' لیکن اگر ہم مسٹر جناح کو اپنا آلہ کار بنا رہے ہیں جو ہر وقت بھونڈے اور ناکارہ عہد نامہ کو بھر کر ہمیں اخلاقی ذمہ داریوں سے سبکدوش کرنے کے لیے تیار ہیں تو ہم ایسا نہیں کریں گے اگر ہمارے متعلق یہ شبہات بڑھتے رہے اور ہم نے ان کو دور کرنے کی کوشش نہیں کی' کہ ہم "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کا پرانا کھیل کھیل رہے ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم مستقبل قریب میں ہندوستان کو کھو دینے کا خطرہ مول لے رہے ہیں (مدینہ بجنور 13 مارچ 1941ء)

(18)

مسٹر موہن لال مشہور ہندوستانی جرنلسٹ امریکہ سے ہندوستان واپس ہوتے ہوئے سندھ سیکرٹریٹ کے ریسٹورنٹ کراچی میں تقریر کرتے ہوئے ایک طویل بیان دیتے ہیں' جس کے مندرجہ ذیل اقتباسات قابل غور ہیں۔

"علاوہ ازیں امریکہ کا برطانوی سفارت خانہ پاکستان کے حق میں انگلینڈ میں پمفلٹ وغیرہ لٹریچر چھپواتا ہے اور اسے ہوائی جہاز کے ذریعہ امریکہ مفت تقسیم کرنے کی خاطر بھیجا جاتا ہے' اس کے علاوہ امریکہ میں ایک مسلم لیگ بھی کھل گئی ہے' مسٹر احمد اس کے انچارج ہیں' برطانوی سفارت خانہ کی طرف سے انہیں تنخواہ دی جاتی ہے (رپورٹر ملاپ 6 جنوری 45ء)

(19)

قائداعظم کی وہ خط و کتابت جو وائسرائے سے شملہ کانفرنس کے سلسلے میں

ہوئی تھی' اس کے مندرجہ ذیل اقتباسات قابل غور ہیں۔

17 جولائی لارڈ ویول میں نے کانفرنس کے آخری روز آپ کی طرف سے پیش کردہ تجویز ورکنگ کمیٹی کے سامنے رکھی' بعد از غور فیصلہ کیا گیا کہ کمیٹی کا نظریہ آپ کے روبرو رکھا جائے' جو حسب ذیل ہے۔

"11 اگست 1940ء میں میں نے جب آپ کے پیش رو لارڈ لنلتھگو سے ایک ایسی ہی پیش کش کی تھی اور ورکنگ کمیٹی نے اسے نامنظور کر کے اس کے خلاف اعتراضات روانہ کئے تھے' تو لارڈ لنلتھگو نے ان اعتراضات کو درست تسلیم کرتے ہوئے اپنی پہلی پیش کش کو واپس لے لیا اور اس کے بجائے نئی تجویز پیش کرتے ہوئے ایک مراسلہ لکھا جس کا اقتباس حسب ذیل ہے۔

"میں آپ کی طرف سے پیش کردہ اعتراضات اور آپ کی بیان کردہ مشکلات کا احساس کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے اسے ایگزیکٹیو کونسل کے ممبران کی فہرست پیش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس فہرست کا معاملہ اس کے صدر اور میرے درمیان خفیہ بات چیت میں طے ہونا چاہیے' مسلم لیگ نے یہ نعم البدل منظور کر لیا' اب بھی کمیٹی کی رائے ہے کہ جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے اس کے ساتھ فہرست کے متعلق اسی قاعدہ سے عمل کیا جانا چاہیے' جو آپ کے پیش رو بنائے گئے ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سابق وائسرائے اور مسٹر جناح میں خفیہ ساز باز ہوتا رہتا تھا۔ (مدینہ بجنور 21 جولائی 1945ء)

جب کہ ہائی کمانڈ (لیگ) دھوکہ دیتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کو بذریعہ تقریر و تحریر ہندوؤں اور کانگریس سے خطرہ میں دکھاتا ہے اور برطانیہ کی برباد کن پالیسی کا ذکر تک نہیں کرتا اور برطانیہ کی خفیہ اور ایک درجہ تک ظاہری امداد اس میں شامل ہے تو طبعی تقاضہ ہے کہ عوام الناس جن کو حقائق پر غور کرنے کی عادت نہیں اور جذبات میں جلد بہہ جانے کے عادی ہیں' لڑائی ان کے خمیر میں ہے ہندو لڑنے میں وہ خطرہ بھی نہیں ہے جو انگریز سے لڑنے میں ہے' اسی کو اچھا سمجھیں ۔ت ہی میں شریک ہوں گے' یہی عوام تحریک خلافت میں دوسری

حالت میں تھے۔

(21)

مسلمانوں کی ایک ہزار برس سے زیادہ کی یہاں حکومت تھی' یہ ملک دارالاسلام تھا اسلام کا پرچم بلند تھا' کفرو شرک کا جھنڈا سرنگوں تھا' انگریز نے دھوکہ دے کر' تفرقہ ڈال کر' آہستہ آہستہ مسلمان بادشاہوں' اور نوابوں کو قتل و غارت کیا' دارا لکفر بنایا' اسلام کے پرچم کو سرنگوں اور کفرو الحاد کے پرچم کو سربلند کیا' یہی نہیں بلکہ ہندوستان کی غلامی کے لیے ہندوستان کی ہی طاقتوں سے اسلامی ممالک کی طاقتوں کو یکے بعد دیگرے برباد کیا اور وہاں کی مسلم فوجوں کو قتل اور مسلم اقتدار کو زائل اور مسلم اموال وغیرہ پر قبضہ کیا' اب غور کی بات یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں اور پھر ہندوستانیوں کا روئے زمیں پر سب سے زیادہ دشمن کون ہے؟

(22)

کانگریس کی جدوجہد خواہ کتنی ہی دھیمی کیوں نہ ہو برطانوی اقتدار کے لیے زہرہلاہل سے زیادہ عام انگریز بالخصوص اہل استبداد اور قدامت پسندوں کی نظر میں ہے' اس لیے وہ ہر طرح کانگریس کے خلاف میں ابتداء سے کوشش کرتے رہے' پہلے پہل مسٹر بیک انگریز (پرنسپل علی گڑھ کالج) نے انفرادی کوششیں کیں اور علیحدہ علیحدہ لوگوں کو مخالف بنایا' بالخصوص سرسید مرحوم کو سخت متنفر کیا' پھر سر آکلینڈ کالون گورنر یوپی کو کانگریس کے بالمقابل لاکھڑا کیا' مگر جب اس سے کام چلتے نہ دیکھا گیا تو اجتماعی کوششیں عمل میں لائی جانے لگیں چنانچہ اگست 1888ء مین علی گڑھ میں یونائیٹڈ انڈین میٹریا ٹک ایسوسی ایشن قائم کی گئی' اور اس کے مندرجہ ذیل مقاصد ذکر کیے گئے۔

(الف) ممبران پارلیمنٹ اور انگلستان کے لوگوں کو بذریعہ اخبارات و رسائل مطلع کرنا' کہ ہندوستان کی کل قومیں اور روٗسا اور والیان ملک کانگریس میں شریک نہیں ہیں اور کانگریس کی غلط بیانیوں کی تردید کرنا۔

(ب) مسلمان اور ہندوؤں کی انجمنوں کے خیالات سے جو کانگریس کے خلاف ہیں

ممبران پارلیمنٹ اور انگلستان کو اطلاع دینا۔

(ج) ہندوستان میں امن و امان اور برٹش گورنمنٹ کے استحکام کی کوشش کرنا' اور کانگریس کے خیالات کو لوگوں کے دلوں سے دور کرنا۔

ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا' جس کے الفاظ حسب ذیل تھے۔ "دیسی زبان میں فساد انگیز اور بغاوت خیز تقریر اور تحریر کا انسداد کرنے کے لیے گورنمنٹ سے درخواست کی جائے۔ 1890ء کی ایک عرض داشت بیس ہزار سات سو پینتیس دستخطوں سے مسٹر بیک نے انگلستان پارلیمنٹ میں بھجوائی جس کا مضمون تھا کہ اس ملک میں انتخاب یا طریق جمہوریت کا جاری ہونا اس وجہ سے خلاف مصلحت ہے کہ یہاں مختلف اقوام کے لوگ بستے ہیں یہ اس وجہ سے تھا کہ کانگریس نے ہندوستان میں جمہوری طریقہ حکومت کا مطالبہ کیا تھا' اس پر دستخط کرانے کے لیے خود مسٹر بیک دہلی گئے اور جامع مسجد کے دروازے پر خود بیٹھے اور آنے جانے والے نمازیوں سے بذریعہ طلبہ یہ کہہ کر دستخط کروائے گئے کہ ہندو گاؤ کشی بند کروانا چاہتے ہیں 1893ء میں "محمڈن انگلو اورینٹل ڈیفنس ایسوسی ایشن آف اپر انڈیا قائم کی گئی' کیونکہ ہندوؤں نے "پٹریاٹک ایسوسی ایشن" سے آہستہ آہستہ علیحدگی اختیار کرلی تھی اور وہ مقاصد کو بھانپ گئے تھے' اس لیے اب خصوصی طور پر مسلمانوں کو آلہ کار بنانا ضروری سمجھا گیا ایسوسی ایشن کے مقاصد حسب ذیل تھے۔

(الف) مسلمانوں کی رائیں انگریزوں اور گورنمنٹ ہند کے سامنے پیش کر کے مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کرنا۔

(ب) عام سیاسی شورش کو مسلمانوں میں پھیلنے سے روکنا۔

(ج) ان تدابیر میں امداد دینا جو سلطنت برطانیہ کے استحکام اور حفاظت میں ممد ہوں ہندوستان میں امن قائم رکھنے کی کوشش کرنا' اور لوگوں میں وفاداری کے جذبات پیدا کرنا۔

مسٹر بیک یہ ایسوسی ایشن قائم کرنے کے بعد انگلستان گئے اور وہاں انجمن اسلامیہ لندن میں ایک لیکچر دیا' جو نیشنل ریویو میں شائع ہوا' اور علی گڑھ کالج میگزین نے اس کا ترجمہ مارچ' اپریل 1895ء کے پرچوں میں شائع کیا جس کا خلاصہ

حسب ذیل ہے۔

(1) اینگلو، مسلم اتحاد ممکن، لیکن ہندو مسلم اتحاد ناممکن آپ نے فرمایا کہ "ہندوستان کے لوگ مذہب کی بنا پر آپس میں لڑتے ہیں یہاں ہندو مسلم مذہبی انہماک میں کوئی علامت زوال نہیں پائی جاتی، بلکہ جو لوگ ان مذہبوں کے ماننے والے ہیں ان کی عداوتیں روز افزوں ہیں، مسلمان اورنگزیب پر ناز کرتے ہیں، لیکن گروگوبند اور شیواجی کے ماننے والوں کو اس کے نام تک سے نفرت ہے، دونوں قوموں میں ازدواج باہمی ناممکن ہے اور اس وقت ہندوؤں کی ہزار ذاتیں جو اس بات کو گناہ جانتی ہیں، ہندوستان کے لوگوں کے لیے یہ امرنا ممکن ہے کہ وہ اتفاق کر کے جمہوری طرز سلطنت سے اپنے اوپر خود حکمران بنیں۔"

مسٹر بیک نے جو ہندو مسلم نفاق کا گیت گایا ہے وہ بالکل غلط ہے، وہ انگریزوں کا پیدا کیا ہوا پھل ہے جو کہ اپنی مستبدانہ حکومت کی بقا کے لیے ہندوستانیوں کو کھلایا گیا ہے ان کے اقتدار حکومت سے پہلے یہ نفاق نہ تھا، چنانچہ ڈبلو، ایم ٹاونس اپنی کتاب (ایشیا میں شہنشاہیت) میں لکھتا ہے:

"شیواجی کو متعصب اور سلطان ٹیپو کو کٹر مذہبی کہا جاتا ہے، لیکن جس وقت ہم نے جنوبی ہند کی ریاستوں میں داخل ہونا شروع کیا، اس وقت ان کے یہاں اس قسم کے مذہبی تنفر کا نام تک نہ تھا، ٹھیک اس وقت ہندوستان کے اندر ہر شہر اور شاہی دربار میں ہندو مسلمان عزت اور سرمایہ میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے میں آزاد تھے (روشن مستقبل)

اسی طرح سرجان مینارٹ اور دوسرے مورخین بتلاتے ہیں۔ مسٹر بیک نے اس ایسوسی ایشن کے افتتاح کے وقت جو تقریر کی تھی اس کا اقتباس بھی قابل غور ہے۔

"ہندوستان میں دو قسم کے ایجی ٹیشن شورشیں ملک میں زور شور پر ہیں، ایک نیشنل کانگریس دوسرے گاؤ کشی کے انسداد کی تحریک، ان میں سے تحریک اول انگریزوں کے خلاف ہے اور تحریک ثانی مسلمانوں کے خلاف ہے نیشنل کانگریس کے مقاصد یہ ہیں کہ پولٹیکل حکومت کو گورنمنٹ انگریزی سے محض ہندو رعایا کے

فرقوں کی طرف منتقل کر دیا جائے' حکمران جماعت کو کمزور کر دیا جائے لوگوں کو ہتھیار دیدیئے جائیں اور فوج اور سرحد کو کمزور کر کے خرچہ گھٹایا جائے۔

ان دونوں شورشوں کی وجہ سے مسلمان اور انگریز دونوں نشانہ بنے ہوئے ہیں' اس لیے مسلمانوں اور انگریزوں کو اتحاد کر کے ان تحریکوں کا مقابلہ کرنا چاہیے' اور جمہوری طریق سلطنت کے اجراء کو اس ملک میں روکنا چاہیے جو اس ملک کے حسب حال نہیں ہے اس لیے ہمیں حقیقی وفاداری اور اتحاد عمل کی تبلیغ کرنی چاہیے۔" (روشن مستقبل ص 253)

مسٹر بیک نے مسلمانوں کو کانگریس کے خلاف کرنے میں ہمیشہ اپنی سرگرمی اور انتہائی جدوجہد جاری رکھی' جس کا عظیم الشان اثر خود سرسید اور تمام کارکنان علی گڑھ کالج اور عام تعلیم یافتہ مسلمانوں پر ہوا اور وہ بڑے درجہ تک کانگریس اور ہندو قوم سے متنفر ہو گئے' اسی بنا پر مسٹر آرتھر انٹریچی چیف جسٹس ہائی کورٹ (جو کہ کنزرو انگلو انڈین جماعت کے ممبر تھے) مسٹر بیک کی وفات پر ایک مضمون شائع کرتے ہیں جس کے فقرات ذیل قابل غور ہیں:

"ایک ایسے انگریز کا انتقال ہو گیا جو دور دراز ملک سے سلطنت کی تعمیر میں مصروف تھا' اس نے ایک سپاہی کے مثل اپنا فرض انجام دیا اور اپنی جان دیدی' مسلمان ایک شکی قوم ہے' اس لیے جب مسٹر بیک اول آئے تو ان کا طریقہ مخالفانہ تھا' ان کا پہلا خیال یہ تھا کہ مسٹر بیک گورنمنٹ کی طرف سے جاسوس مقرر ہیں' مگر ان کی سادہ دلی اور بے نفسی کا یہ اثر ہوا کہ رفتہ رفتہ ان پر اعتماد کرنے لگے" (علی گڑھ منتقلی 1899ء روشن مستقل ص 299)

(23)

انگریزی اقتدار کا مٹانا مسلمانوں کا اولین فریضہ تھا' ہندوؤں کا ثانوی تھا' مسلمانوں کی تحریک آزادی میں شرکت کسی دوسرے پر احسان نہ تھی' اگرچہ اس حیثیت کے پیش نظر کہ اگر مسلمان شریک نہ ہوتے تو ہندو کامیاب نہ ہوتا' اس کا احسان کہا جا سکتا ہے' مگر حقیقت کچھ اور ہے بہر حال جو کچھ مصیبتیں مسلمانوں نے جھیلی تھیں اس میں ان کو کامیابی حاصل ہوئی' اور ان کے اصل دشمن انگریز کا

اقتدار ہندوستان سے ختم ہو گیا اور اس کی شہنشاہیت اور قوت کو جس کے نشہ میں وہ تمام دنیا کو دھمکاتا تھا۔ اس قدر نقصان پہنچا کہ آج وہ نمبر اول سے تیسرے نمبر یا اس سے کم پر آ گیا ہے اور اس کا مستقبل تاریک ہوتا چلا رہا ہے دنیاوی حیثیت سے مسلمانوں کی یہ کامیابی (کچھ) کم کامیابی نہیں ہے اور دینی حیثیت سے جن لوگوں کی جدوجہد محض لوجہ اللہ تھی ان کی ہر کوشش اور ہر تکلیف ان عظیم الشان اجر و ثواب کی باعث ہیں جن کی تحدید نہیں ہے۔

(24)

ہندوستان میں انگریز کے بعد کی حیثیت بھی مسلمان کو دیکھنی تھی اور اس میں برادران وطن کو منصفانہ حصہ دینا انسانیت اور شرافت کا مقتضی تھا یہ مسئلہ تحریک آزادی کے پیش نظر ثانوی درجہ کا تھا اس کے لیے بھی مسلم نیشنل گروپ نے جدوجہد کی اور قریب تھا کہ بڑے درجہ پر کامیاب ہو جاتا۔ جمعیۃ علماء ہند کا فارمولا ملاحظہ فرمائیے۔

اگر اس پر مصالحت اور معاہدہ ہو جاتا جو کہ قریب تر تھا تو موجودہ مشکلات یقیناً بلکہ اس کا دسواں حصہ بھی پیش نہ آتا' مگر انگریز نے ایسا کھیل کھیلا کہ دونوں (ہندو اور مسلمان) کو پٹ کر دیا' دو قومی نظریہ تنفیر اور عداوت کی زور دار آندھی ملک کی تقسیم' تبادلہ فوج' تبادلہ پولیس' تبادلہ ملازمین وغیرہ نے اس قدر نقصان پہنچایا کہ دونوں برباد ہو گئے اور بالخصوص انڈین یونین میں مسلم پوزیشن انتہائی کمزور ہو گئی اور ہندو ازم انتہائی عداوت پر اتر آیا' انگریز نے مذکورہ بالا امور ہمارے بھائیوں سے کرائے ہیں اور آج بھی کرا رہا ہے تاکہ ہندوستان کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ یورپ کا مقابلہ کر سکے' اور تاکہ اس کا مفاد تجارت' سیاست' سرمایہ فوج وغیرہ یہاں سے حاصل ہوتا رہے۔

(25)

اگر ملک تقسیم نہ ہوا ہوتا تو کیا آج وہ مشکلات پیش آتیں جو در پیش ہیں' اس وقت مسلمان جمہوریہ ہند میں 37 فیصد ہوتے' جو کہ موثر اقلیت ہے۔ مگر آج چار کروڑ ہیں۔ 9 یا 10 فیصد پڑتے ہیں۔ ایسے ہی امور کے ماتحت جمعیت تقسیم کی

مخالف تھی، مگر ہماری نہیں سنی گئی۔

فرقہ پرست ہندو تو دل سے چاہتا ہے کہ ہندوستان میں ایک بھی مسلمان باقی نہ رہے وہ اپنی من مانی کارروائی عمل میں لائیں' زعمائے لیگ پہلے ہی کہتے تھے' اور نواب زادہ لیاقت علی خاں نے لیگ کے جلسہ شاہجہانپور میں کہا تھا:

"ہم چاہتے ہیں کہ جہاں ہماری اکثریت ہے وہاں ہم حکومت کریں اور من مانی کارروائیوں عمل میں لائیں اور جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہو وہاں ان کی حکومت ہو اور وہ اپنی من مانی کارروائی عمل میں لائیں۔"

تو جب آپ نے ملک کو تقسیم کرا لیا تو پھر آپ کو کیوں طیش آتا ہے یہ ان کا کرم ہے کہ وہ اس کو سیکولر اسٹیٹ قرار دیتے ہیں' ورنہ آپ کی اور لیگ کی قراردادوں اور اعمال کا مقتضی تو یہی ہے کہ وہ اپنی اکثریت کے حصے میں جو چاہیں کریں اور آپ دم نہ ماریں' جیسا کہ آپ پاکستان میں جو چاہتے ہیں کر رہے ہیں اور کوئی دم نہیں مار سکتا' اگر آپ یہ تجویز کرتے ہیں کہ جلسہ کر کے اگر وہ آپ کی نہ مانیں تو ہندوستان سے مسلمان نکل جائیں' تو یہ تو ان کی عین منشاء کے مطابق ہے' پھر آپ ہی فرمائیں' کہ یہ چار کروڑ مسلمان یہاں سے نکل جائیں گے؟ آپ اور میں اور ہمارے جیسے دس بیس ہزار نکل گئے بھی تو کیا سب نکل پڑیں گے؟ اور اگر نکل بھی پڑے تو کونسی زمین ان کو ٹھکانا دے گی۔

(26)

ہجرت کی تحریک جو زمانہ خلافت میں کی گئی تھی' اس کا کیا ہوا؟ اسی تقسیم ملک کے بعد جو مسلمان یو پی' بہار' مشرقی پنجاب وغیرہ سے نکل کر گئے ان کا کیا حشر ہوا' اور آج کیا ہو رہا ہے' سیکڑوں نہیں ہزار دو ہزار نہیں آج لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کو سر چھپانے کی جگہ نہیں مل سکی' ہندوستان نے ہندو' شرنارتھیوں کے لیے بہت کچھ کیا' مگر ابھی تک ہزاروں اور لاکھوں شرنارتھی کیمپوں میں پڑے ہوئے ہیں' باوجود کڑوروں روپے خرچ کر دینے کے سب کا انتظام نہیں ہو سکا' مگر پاکستان تو اس کا آدھا تہائی' بلکہ دسواں حصہ بھی نہیں کر سکا' اور افغانستان اور عرب تو کیا کر سکتے ہیں؟ اور ان کو آپ کے ساتھ اور ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ

کیا ہمدردی ہے' احوال کو ذرا غور سے دیکھئے! سندھ ' پنجاب ' بنگال ' یوپی ' بہار وغیرہ کے مسلمانوں سے صوبجاتی تعصب نہایت بدترین صورت میں عمل میں لایا جا رہا ہے' یہاں کے مسلمان وہاں انتہائی مشکلات میں مبتلا ہیں' اپنے اوطان میں واپس آنے کے لیے سو دو سو نہیں' ہزار دو ہزار نہیں' لاکھوں کی تعداد میں بے قرار ہیں' پرمٹ اور پاسپورٹ اور حدود پر حکومتوں کے سپاہی مانع ہیں' ورنہ اب تک مہاجرین کا دو تہائی' یا تین چوتھائی حصہ واپس آ چکا ہوتا' اور بالفرض آپ اور ہم یا دس بارہ ہزار نکل بھی گئے' اور وہاں آرام کی جگہیں بھی مل گئیں تو جو مسلمان یہاں باقی رہیں گے ان کے دین و ایمان کا کیا حشر ہو گا؟ اور کون ان کی حفاظت کرے گا اور کیا وہ مرتد نہ ہو جائیں گے؟

(27)

سب سے پہلے جمعیت علماء ہند نے "پترکا" کے خلاف آواز اٹھائی احتجاج کے لیے مسلمانوں کو آمادہ کیا' اس پر عمل درآمد ہوا' چنانچہ ایڈیٹر نے معافی مانگی' چیف ایڈیٹر نے پر زور الفاظ تمام مسلمانوں سے معافی مانگی اور اپنے کلکتہ کے ہسپتال میں بیمار ہونے کا عذر کیا' پھر گورنمنٹ نے چیف ایڈیٹر کے متعلق دعوی دائر کیا' ضمانت لی گئی' ادھر چیف ایڈیٹر نے اعلان کیا کہ لکھنے والے کو برخواست کر دیا گیا ہے۔ دو پیشیاں ہو چکی ہیں' معلوم نہیں کورٹ سے کیا فیصلہ ہوتا ہے؟ اگر خدانخواستہ اس کو کوئی سزا نہ دی گئی تو جمعیت ورکنگ کمیٹی کو بلا کر مشورہ کرنے والی ہے کہ ہم کو حالات موجودہ میں کیا کارروائی کرنی چاہیے' ان امور کو آپ کیوں پس پشت ڈالتے ہیں۔ آپ اس سے زیادہ اس ملک میں کیا کر سکتے ہیں اور اس سے پہلے انگریزی راج میں کیا کر سکے' کیا ایسے واقعات پہلے نہیں ہوئے ہیں؟

(28)

بہار اور گڑھ مکتیشر وغیرہ میں جو دلگداز مظالم واقع ہوئے ہیں یقیناً نہایت رنجیدہ اور سنگین ہیں۔ مگر میرے محترم! تصویر کے دوسرے رخ سے غافل رہنا بھی تو درست نہیں۔ ابتدا کس نے کی کبھی اس پر بھی غور فرمایا کہ نہیں؟ نواکھالی اور پٹنہ میں ایسے ہی مظالم پہلے کس نے کیے تھے' ڈائرکٹ ایکشن 16 اگست 46ء کو کس

نے کیا؟ جس سے کلکتہ کے فسادات کی ابتداء ہوئی' کیا اس تاریخ سے پہلے بھی یہ ہنگامی فرقہ وارانہ فسادات تھے 1947ء سے اشتعال انگیز تقریر اور تحریریں کس نے پھیلائیں' کبھی ان امور پر آپ نے غور کیا؟

ڈائریکٹ ایکشن کے پہلے ڈیلی گیشن کے آنے کے بعد سے ہلاکو اور چنگیز خاں کی تقلید خون ریزی اور امن و امان کو غارت کرنے کا لگاتار اعلان کون کرتا رہا' کیا ان امور کی ابتدا لیگی لیڈروں اور اخباروں اور لیگی تقریروں' پوسٹروں سے لگاتار جاری نہیں رہی؟؟

(29)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے' الفتنة نائمة لعن اللّٰہ من ایقظھا (اوکمال) کا کیا مفاد ہے؟ جب کہ ان خباثتوں کی ابتداء مسلمانوں ہی سے ہو رہی ہے' تو کس پر قصور رکھا جا سکتا ہے۔ آج لیگی ان تمام نقصانات کے بعد خوش و خرم ہیں' کہ یہی قربانیاں ہم کو پاکستان کے لیے ذریعہ ہیں' حالانکہ پاکستان ہی بجائے خود مسلمانوں کے لیے خود کشی کے مترادف ہے' اور وہ سب کیا دھرا انگریزوں کا ہے' آج تمام فرقہ وارانہ فسادات میں انگریزی ہاتھ کام کر رہا ہے۔ پاکستان بھی انگریزی ہاتھوں نے اپنے مفاد کے لئے بنوایا ہے... غور کیجئے اور حقائق پر نظر ڈالیے۔

(30)

مسلمانان پاکستان جو کہ اہل سنت و الجماعت ہیں' وہ سب ہمارے بھائی ہیں ان سے ہمارے تعلقات وہی ہونے چاہئیں' جو کہ ساری دنیا کے سنی مسلمانوں کے ساتھ ہیں' اور جن کی تاکید ہم کو کتب مذہبی میں کی گئی ہے' وہاں کی حکومت ایک یورپین طرز کی جمہوری حکومت ہے' جس میں حسب آبادی مسلم اور غیر مسلم سب حصہ دار ہیں' اس کو اسلامی حکومت کہنا غلطی ہے' جیسا کہ خود مسٹر جناح نے بار بار تصریح کی ہے' اور اب بھی اسمبلی کے افتتاح میں انہوں نے یہی تقریر کی ہے' اس کو بیرونی حکومتیں بھی اسلامی حکومت نہیں تسلیم کرتی ہیں۔

(31)

جناح خود اپنے کو رافضی کہتا ہے' اس کے عمائد اس کے مقر ہیں' 25 نومبر 1945ء بروز اتوار امام باڑہ روڈ مسجد بمبئی میں راجہ محمود آباد شیعوں کے جلسہ میں قائد اعظم کے الیکشن کے لیے تقریر فرماتے ہیں۔

"ہمارے قائد اعظم خوش قسمتی سے سچے شیعہ ہیں' تاریخ اسلام بدل رہی ہے اور آج ہندوستان کے تمام سنی ایک جانشین امام علیہ السلام کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں' اور اس کے حکم پر سر کٹانے کو تیار ہیں۔ اگر سابق کے مسلمانوں میں سمجھ ہوتی' تو نہ اختلاف کا دروازہ کھلتا' اور نہ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے شیعہ وجود میں آتے۔ قائد اعظم کی مخالفت کرنا اپنی تاریخ کو جھٹلانا ہے" (مدینہ بجنور یکم دسمبر 45ء)

(32)

اخبار ایمان نے مسلم لیگ کے ترجمان ڈان کے ایک مراسلہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے' کہ "پاکستان میں مذہبی حکومت یا مسلم راج نہ ہو گا' کیونکہ مذہبی حکومت صرف وہاں قائم ہو سکتی ہے جہاں ایک ہی مذہب کے سو فیصد لوگ ہوں' یا اتنی فوجی طاقت ہو کہ وہ غیر مذہب والوں کو مجبور کر کے مطیع کر لے"

پھر یہی بزرگ مذہبی حکومت کے مفاسد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ " اگر پاکستان میں مذہبی حکومت بنا دی گئی تو اس سے عوام کی ترقی رک جائے گی۔ طبقات کی تفریق کا سلسلہ جاری رہے گا انسان کی اجتماعی اور اقتصادی نجات کی راہ بند ہو جائے گی مذہبی حکومت کے پیش رو مسلمان ہونگے۔ اور وہ قابل نہیں ہیں' ہندو صوبوں میں مسلمانوں پر ظلم و ستم ہونے لگیں گے' اس سے ہندوستان میں خانہ جنگی کی آگ بھڑک جائے گی۔ (مدینہ بجنور 21 نومبر 44ء)

(33)

نواب زادہ لیاقت علی خان علی گڑھ یونیورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "ہم سے سوال کیا جاتا ہے کہ پاکستان کا دستور اساسی کیا ہو گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پاکستان ایک جمہوری اسٹیٹ ہو گا اور اس کے دستور اساسی کی تشکیل ان علاقوں کے باشندگان بتوسط ایک منتخب کردہ مجلس دستور اساسی خود ہی

کریں گے' ہر چیز اظہر من الشمس ہے" (ڈان 25 ستمبر 1945ء ص 2 کالم 1

خود قائد اعظم احمد آباد میں تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "پاکستان کی حکومت جمہوری ہو گی۔ سارا نظم و نسق عوام کے نمایندوں کے ہاتھ میں ہو گا' (انجام 27 اگست 45ء)

مسٹر جناح نے ہمیشہ پاکستان کو ایک دنیاوی اسٹیٹ قرار دیا ہے' اور اس خیال کی ہمیشہ سختی سے مخالفت کی ہے کہ اس میں مسلمانوں کی حکومت ایسی قائم ہو گی' جو لوگ پاکستان کو پان اسلام ازم (اتحاد اسلامی) کے مرادف قرار دیتے ہیں' وہ اتحاد اسلامی کے دشمن ہیں' (ڈان 4 ستمبر 1945ء)

(34)

آج بھی پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں' مسلمان' سکھ' ہندو' قادیانی' کمیونسٹ شیعہ' اچھوت' سب ممبر ہیں' اور دستور اساسی بنا رہے ہیں۔ اور حکومت کی عملی تشکیل انکے ہاتھوں میں ہے۔ اگر آپ کی مراد اسلامی حکومت سے یہی ہے تو آپ جانیں!

(35)

سورۃ حج میں فرمایا گیا ہے **ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز الذین ان مکناھم فی الارض اقامو الصلوۃ والوالزکواۃ بالمعروف ونھو عن المنکر (الآیتہ)** کیا' قبضہ پاکستان کے بعد ہماری قوم نے ان شرائط کا کچھ خیال کیا' یا کھلم کھلا مخالفت کی' اور کرتے جاتے ہیں' پھر غیروں کی شکایت کیا ہے! جب ہم نے خدا و رسول کا دامن پکڑا تھا خدا نے ہماری بھی مدد کی' اور دنیا کی قوتوں اور بادشاہتوں کو ہمارے قدموں میں ڈال دیا۔ اور جب ہم نے اس کو چھوڑ دیا' اس نے بھی اپنا سایہ اٹھالیا پھر عبرت نہیں' معالجہ نہیں' بلکہ طغیان روز افزوں ہے۔

(36)

یہ بالکل غلط ہے کہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الہند قدس سرہ کو مالٹا میں قید کرایا تھا' وہ حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد اور محبین میں سے تھے البتہ تحریک آزادی ہند میں ان کی رائے خلاف

تھی' نہ انہوں نے کوئی مخبری کی اور نہ ان کو انگریزوں سے اس قسم کے تعلقات رکھنے کی نوبت آئی' ہاں مولانا مرحوم کے بھائی محکمہ سی' آئی ڈی میں آخیر تک بڑے عہدیدار رہے ان کا نام مظہر علی ہے' انہوں نے جو کچھ کیا ہو مستبعد نہیں۔

(37)

حضرت شیخ الہند" کو مالٹا میں قید ان کے کارناموں اور انگریز دشمنی' اور آزادی ہند کی جانبازانہ جدوجہد نے کرایا تھا' جس کی کچھ تفصیل رولٹ رپورٹ میں بسلسلہ ریشمی خط موجون ہے' ان کے متعلق اس قدر رپورٹیں فرنٹیر اور صوبہ یوپی کے سی آئی ڈی کی تھیں کہ ان کا مجموعہ ہم کو قاہرہ میں بیان لیتے وقت انگریز افسر نے ایک بڑی کتاب کی صورت میں دکھایا تھا۔ اور اسی کو دیکھ دیکھ کر ہم سے اور حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے سوالات کرتا تھا اس میں فرنٹیر کے سی' آئی' ڈی کی رپورٹیں بہت زیادہ ہیں

(38)

بہت سے لیگیوں اور حضرت تھانوی سے انتساب کے بعض دعویداروں کی کوشش یہ ہے کہ دراالعلوم دیوبند کو چندہ نہ ملے' اس لئے حسب موقعہ لوگوں کو اس چندہ کی طرف بھی متوجہ کرنے کا خیال۔

(39)

سر اقبال فرماتے ہیں۔

سرود برسر ممبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

کیا انتہائی تعجب کی بات نہیں ہے کہ ملت اور قوم کو سر اقبال ایک قرار دے کر ملت کو وطنیت کی بنا پر نہ ہونے کی وجہ سے قومیت کو بھی اس سے منزہ قرار دیتے ہیں یہ بوالعجبی نہیں تو کیا ہے؟ زبان عربی اور مقام محمد عربی (علیہ السلام) سے کون بے خبر ہے' ذرا غور فرمایئے' میں نے اپنی تقریر میں لفظ قومیت "کہا ہے ملت کا نہیں کہا ہے دونوں لفظوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے' ملت کے معنی شریعت اور دین کے ہیں اور قوم کے معنی عورتوں مردوں کی جماعت کے ہیں۔ قاموس میں

ہے' وبالکسر الشریعت اوالدین یہ ملت کی بحث ہے۔

نیز قاموس میں ہے۔ القومه الجماعته من الرجال والنساء معا اوالرجال خاصته و تدخله النساء تبعیته (بحث قوم

"مجمع البحار" میں ملت کے معنی ان الفاظ کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں' ماشرع اللہ لعبادہ علی سنۃ الانبیاء علیہم السلام و یستعمل فی جملۃ الشرائع لافی آحادھا ثم اتسعت فاستعملت فی الملۃ الباطلۃ فقیل الکفرملۃ واحدۃ" الخ

میں نہیں سمجھ سکتا یہ منطق کون سی ہے' لفظ قوم' ملت' دین تینوں عربی ہیں' ان کے معنی لغت عربی سے پوچھئے' اور دیکھیے کہ کسی لغت عربی کی معتبر کتاب میں قوم اور دین کو مرادف اور ہم معنی قرار دیا گیا ہے یا نہیں' آیات اور روایات کو ٹٹولئے اور سر صاحب کی بوالعجبی کی داد دیجئے!۔ اگر میری تقریر کے سیاق و سباق کو بھی حذف کر دیا جائے اور عبارت میں حسب اعلان جریدہ "احسان" قوم یا قومیت کی اساس وطن پر ہے' بتائی جائے تب بھی میں نے کب کہا کہ ملت یا دین کی اساس وطن پر ہے۔ پھر سر موصوف کی یہ نسبت "سرود بر سر ممبر" الخ افتراء محض نہیں ہے تو اور کیا ہے' اور ان کا ان تینوں کو ایک قرار دینا عجمیت نہیں تو اور کیا ہے' یاللعجب ولضیعته الادب

قوم کا لفظ ایسی جماعت پر اطلاق کیا جاتا ہے' جس میں کوئی وجہ جامعیت کی موجود ہو خواہ وہ مذہبیت' یا وطنیت' یا نسل یا زبان یا پیشہ یا رنگت یا کوئی صفت مادی' یا معنوی وغیرہ وغیرہ کہا جاتا ہے عربی' قوم' عجمی قوم' ایرانی قوم' مصری قوم' پختون قوم' فارسی بولنے والی قوم' سیدوں کی قوم' شیخوں کی قوم' کنجڑوں کی قوم موچیوں کی قوم' کالوں کی قوم' صوفیوں کی قوم دنیا داروں کی قوم وغیرہ وغیرہ' یہ محاورات تمام دنیا میں شائع ذائع ہیں' اور زبان عربی' بلکہ آیات و احادیث میں بکثرت وجوہ پر' اطلاق لفظ قوم کا پایا جاتا ہے' ان ہی میں ہندوستانی قوم بھی ہے' موجودہ زمانہ میں ہندوستانی قوم سے بیرونی ممالک میں تمام باشندگان ہندوستان سمجھے جاتے ہیں' خواہ اردو بولنے والے ہوں' یا بنگلہ' خواہ وہ کالے ہوں یا گورے' ہندو ہوں یا مسلمان' پارسی ہوں' یا سکھ' انڈین کا لفظ ہر ہندوستانی پر اطلاق کیا جاتا ہے'

میں ہندوستان سے باہر تقریباً" سترہ برس رہا ہوں' عرب' شام' فلسطین' افریقہ..... مالٹا وغیرہ میں رہتے ہوئے ہر ملک کے باشندوں سے ملنا جلنا' اٹھنا بیٹھنا ہوا ہے' جرمن' اسٹرین' بلگیرین' انگریز' فرانسیسی' آسٹریلین' امریکی' روسی' چینی' جاپانی' ترکی عربی وغیرہ وغیرہ مسلم و غیر مسلم کے ساتھ سالہا سال ملنے جلنے، نشست و برخواست کی نوبت آئی' اگر یہ لوگ عربی' یا ترکی' یا فارسی سے واقف ہوتے تھے تو بلا ترجمان ورنہ بذریعہ ترجمان گفتگوئیں ہوتی تھیں' سیاسی مسائل اور مذہبی امور زیر بحث رہتے تھے' میں نے بیرونی ممالک کے عام لوگوں کو اسی خیال اور عقیدہ پر پایا کہ وہ ہندوستانیوں کو ایک قوم سمجھتے ہیں اور سب کو باوجود مختلف المذاہب و مختلف السان والالوان ہونے کے ایک ہی لڑی میں پروتے ہیں' لغوی معنی اس سے انکاری نہیں' عرف اس کا متقاضی ہے' پھر اس کے انکار کے کیا معنی ہیں' یہ دعوی کہ اسلام کی تعلیم قومیت کی بنیاد' جغرافیائی حدود یا نسلی وحدت' یا رنگ کی یکسانی کے باوجود شرف انسانی اور اخوت بشری پر رکھتی ہے (جیسا کہ مدیر احسان کا دعوی ہے) مجھے نہیں معلوم کہ نص قطعی یا ظنی سے ثابت ہے' جس کی بنا پر اختلاف اوطان وغیرہ پر اطلاق لفظ قوم ممنوع ہو۔ لوگوں میں نہ معاملات دوسری چیز ہیں۔ حالانکہ ان میں امتیاز عرفاً اور شرعاً" معتبر ہے' اس کے علاوہ تقریر میں ہی تو اسلامی تعلیم اور نظریہ کا ذکر بھی نہیں تھا۔

اگرچہ اس پردیسی خوانخوار قوم (انگریزوں) سے نجات کے اور بھی ذرائع عقلاً" ممکن ہیں مگر جس قدر قوی اور موثر ذریعہ تمام ہندوستانیوں کا متفق اور متحدہ ہو جانا ہے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے' اس کے آگے اس حکومت کے جملہ اسلحہ اور تمام قوتیں بیکار ہیں اور بغیر نقصان عظیم ہندوستانی اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں' لہٰذا اشد ضرورت ہے کہ تمام باشندگان ملک کو منظم کیا جائے' اور ان کو ایک ہی رشتہ میں منسلک کر کے کامیابی کے میدان میں گامزن بنایا جائے' ہندوستان کے مختلف عناصر اور متفرق ملل کیلئے کوئی رشتہ اتحاد بجز متحدہ قومیت کے نہیں ہے؟ جس کی اساس وطنیت ہی ہو سکتی ہے اس کے علاوہ اور کوئی دوسری چیز نہیں ہے' یہی وجہ ہے کہ کانگریس نے ابتدا ہی سے اس امر کو اپنے اغراض و مقاصد میں داخل کیا

ہے۔

1885ء میں جب کانگریس کا اولین اجلاس ہوا تو سب سے پہلا مقصد مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر کیا گیا:

"ہندوستان کی آبادی جن مختلف اور متصادم عناصر سے مرکب ہے' ان سب کو متحدہ اور متفق کر کے ایک قوم بنایا جائے۔"

یہی متحدہ قومیت انگلستان کے دل میں ہمیشہ کھٹکتی رہی ہے' اور ہر انگریز اس سے خائف اور اس کے زائل کرنے کے لیے ہر طرح سے ساعی ہے' پروفیسر سیلے نے "ا کسپنشن آف انگلینڈ" میں اس کے متعلق لکھا ہے:

"اگر ہندوستان میں متحدہ قومیت کا کمزور جذبہ بھی پیدا ہو جائے اور اس میں اجنبیوں کے نکالنے کی کوئی روح بھی نہ ہو' بلکہ اس قدر احساس عام ہو جائے کہ اجنبی حکومت سے اتحاد و عمل ہندوستانیوں کے لیے شرمناک ہے تو اسی وقت سے ہماری شہنشاہیت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیونکہ ہم درحقیقت ہندوستان کے فاتح نہیں ہیں اور اس پر فاتحانہ حکمرانی نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اس طرح حکومت کرنی بھی چاہیں گے تو اقتصادی طور پر قطعاً برباد ہو جائیں گے۔"

اس بنا پر مدبران برطانیہ کی ہمیشہ یہی کوشش جاری رہی ہے کہ یہ جذبہ ہندوستانیوں میں پیدا نہ ہونے دیا جائے۔ اور اگر کبھی اس کی کوئی صورت پیش آ بھی جائے تو اس کو جلد از جلد ہر ممکن صورت سے تفرقہ دلوا کر فنا کر دیا جائے۔ "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی انگریزی پالیسی مشہور تر اور مشاہد ہے' بالخصوص کانگریس کے پیدا ہونے کے بعد تو اس راہ میں انتہائی جدوجہد جاری ہے' مسٹر بیک اور مسٹر مارےسن اور سر اکلانڈ کالون وغیرہ کی انتہائی انفرادی مساعی' اور پھر 1888ء کی اجتماعی مساعی اس کے لیے شاہد عدل ہیں' جس کے ماتحت اولاً" اسی سنہ میں "یونائیٹڈ انڈین پیٹریاٹک ایسوسی ایشن" قائم کرائی گئی۔ جس کا دوسرا نام "انٹی کانگریس" تھا اور پھر 1893ء میں "محمڈن اینگلو اورینٹل" ڈیفنس ایسوسی ایشن آف اپر انڈیا" تخلیق کی گئی' جس کے مقاصد حسب ذیل قرار دیے گئے تھے۔

(الف) مسلمانوں کی رائیں انگریزوں اور گورنمنٹ ہند کے سامنے پیش کر کے

مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کرنا۔
(ب) عام سیاسی شورش مسلمانوں میں پھیلنے سے روکنا۔
(ج) ان تدابیر میں امداد دینا جو سلطنت برطانیہ کے استحکام اور سلطنت کی حفاظت میں ممد ہوں' ہندوستان میں امن قائم رکھنے کی کوشش کرنا' اور لوگوں میں وفاداری کے جذبات پیدا کرنا۔

مسٹر بیک اور مسٹر کالون وغیرہ کی انفرادی مساعی کا نتیجہ تھا کہ سرسید جیسے تیز اور سخت سیاسی آدمی کے خیالات پر نہایت زہریلا اثر ڈالا گیا' "اسباب بغاوت ہند" کے لکھنے والے شخص کے عقائد اور ارادوں کو روزانہ اور پیہم مساعی سے بالکل ہی جامد اور انگریز پرست اور ڈرپوک بنا دیا گیا۔

انہی مساعی کی بنا پر 1900ء میں لارڈ میکڈانلڈ" نے ناگری اور اردو کا قصہ اٹھایا' اور انہی وجوہ کی بنا پر 1906ء میں متعدد ذمہ داران برطانیہ کی کوششوں سے مسلم لیگ کی تخلیق شملہ کی چوٹیوں سے ظہور پذیر ہوئی اور آج تک اسی پالیسی پر گامزن ہے' اسی بنا پر بار بار امن سبھائیں قائم کرائی گئیں' اسی بنا پر شدھی اور سنگٹھن کو میدان میں لایا گیا۔

مسٹر مارسن اور مسٹر بیک کی کارروائیاں دیکھنی ہوں تو انسٹی ٹیوٹ گزٹ کے پرچے ملاحظہ ہوں' مسلمانوں کو خصوصی طور پر کانگریس سے متنفر کرنے اور اس سے دور کرنے کی پالیسی آج سے نہیں بلکہ 1895ء یا اس سے بھی پہلے سے جاری ہے' اور کامیاب ہوتی جاتی ہے اور آج بھی یہی شراب ارغوانی جو کہ مسلم لیگ کی گھٹی میں ڈالی گئی تھی اس کے ممبروں کو گورے گورے ہاتھوں سے پلائی جا رہی ہے' اور وفاداران ازلی اپنے خداوندوں کے مختلف پیرایوں میں خدمات جلیلہ انجام دیتے ہوئے لیگ کے پلیٹ فارم پر گرجتے اور جمیعۃ علماء اور دیگر سچے مخلصین خدام ملک و ملت سے نفرت دلاتے ہیں۔

(41)

ملت اسلامیہ کا بلا انساب بلا الوان' بلا اوطان بلا مصانع وغیرہ متحدہ ہونا' اور کرنا یہ دوسرا امر ہے' اس کو ہم بھی جانتے ہیں' ہماری گھٹی میں پڑا ہے' اس کی بنا

پر ہم مالٹا میں قید رہے ہم نے کراچی کا جیل کاٹا اور سینکڑوں مصائب اٹھائے۔ اور بچپن سے اس کی تعلیم پائی' قرآن کی آیات اور احادیث صحیحہ نہ صرف آج سطور میں بلکہ صدور میں بھی موجود ہیں۔